یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار معہ محصول ڈاک

سالانہ ... ششماہی

خریداران ممالک بیرون سے ... ... دس شلنگ .. چھ شلنگ

عام سے ... ... چھ روپے ... تین روپیہ

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق چار روپے اڑھائی روپے

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔

نمونے کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ کیا جائیگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج کی جائینگی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیے۔ پوسٹل آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہیے۔ ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا۔

وکیل

THE VAKIL AMRITSAR

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

جلد ۶ امرتسر ۷ محرم ۱۳۱۷ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ نمبر ۶

امرتسر مطبوعہ ۷ محرم ۱۳۱۷ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۶

شیخ سنوسی اور اونکے فرقہ کے حالات

اس افریقی نامور کو جو براعظم کے شمالی حصہ بلکہ حجاز و نجد میں جو اقتدار حاصل ہے۔ اور اپنے مریدوں کے اخلاق کی درستی میں جیسی کچھ کامیابی اوسے حاصل ہوئی ہے۔ اوسکی کیفیت وکیل کے قدیم ناظرین سے مخفی نہیں۔ مگر یہہ اب پہلی مرتبہ بظاہر ایک باخبر انگریز کی زبانی سنا جاتا ہے کہ اس طریقہ اور اوسکے شیخ سے ایکدن دنیا کے امن میں سخت فتور پڑنیکا قوی اندیشہ ہے۔ ان لوگوں سے قطع نظر جنکو اپنی ذاتی اغراض اور شخصی دھندوں کی سوائے دنیا کے کسی معاملہ سے سروکار نہیں۔ ابنائے زمانہ میں عموماً دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ ایسا ہے۔ جو کسی ہولناک سے ہولناک معاملہ یا متوقعہ خطرہ سے بھی متردد نہیں ہوتا۔ اور اس پر اعتقاد رکھتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اوسکا انجام خیر و فلاح پر ہوگا۔ دوسرا گروہ اسکے عین برعکس رائے رکھتا ہے۔ اوسکے اعتقاد میں ہر چیز کا میلان خرابی و بدی کیطرف ہے۔ اس اعتقاد کی وجہ سے وہ عموماً خفیف سی غیر معمولی معاملہ سے بھی گھبرا جاتا ہے۔ اور اوسے یہہ فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ بس اس سے دنیا میں ایک عام طوفان بے تمیزی برپا ہو جائیگا۔ یہہ لوگ دل کے ایسے کمزور ہیں کہ ہندی مثل پتا کھٹکا اور بندہ بھڑکا اگر ٹھیک صادق آتی ہے تو اونہیں پر۔ محولہ بالا انگریز نویسندہ بھی اس گروہ کا ایک فرد معلوم ہوتا ہے۔ انگلستان کا مشہور ادیب مسٹر سٹیڈ بھی محاربہ ٹرانسوال کے وقت سے اس جماعت میں شریک ہو گیا ہے۔ ورنہ وہ اس نویسندہ کی تحریر کی حواس باختہ ہو کر تائید نکرتا۔ نویسندہ مذکور کا نام مسٹر ٹی۔ آر تھرل فال ہے جسکا مضمون سنوسی اور اوسکا قریب الوقوع جہاد" کے عنوان سے مارچ کے انگریزی رسالہ نائن ٹینتھ سنچری میں شائع ہوا ہے۔

اوسکا خلاصہ زیادہ تر مسٹر سٹیڈ کے الفاظ میں ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

مسٹر سٹیڈ لکھتے ہیں:۔ "کچھ عرصہ سے ہمیں طرح طرح کے خطرات سے جنمیں بعض واقعی اور بعض محض خیالی ہیں متنبہ کیا جا رہا ہے۔ انکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کی موجودہ پیچیدگی سے پیدا ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اپنے اپنے مقاصد کی تعمیل کے لئے روس وسط ایشیا اور چین میں۔ اور فرانس مصر میں۔ اور جرمنی ہر جگہ اس افریقی مخمصہ سے فائدہ اٹھانیکی تاک میں ہیں۔ اب ظاہر ہوا ہے کہ ایک اور خطرہ بھی ہمارے لئے موجود ہے جسکا مصدر و منبع ایک وسیع مگر غیر محسوس مذہبی طاقت ہے۔ جو شمالی افریقہ میں قایم ہوئی ہے اور جنوبی افریقہ کے موازنہ کو پھر درست کرنیکا عزم رکھتی ہے۔ مسٹر تھرل فال نے سنوسی اور اوسکے جہاد کے متعلق ایک نہایت دلچسپ اور ساتھ ہی کمال تشویش بخش مضمون میں ایسے پیرایہ میں پیشینگوئی کی ہے کہ اوسے پڑھکر ایک دفعہ قوی دل سے قوی دل بھی ہراسان ہو جائیگا۔ قصہ مختصر یہ خطرہ کیا ہے؟ ایک نئے مہدی کا ظہور۔ جو محض ایک غارتگر اور فاتح کی شکل میں نہیں ہوگا۔ بلکہ اوسمیں تمام ایسی اخلاقی اور ذہنی قوتیں موجود ہیں۔ جنکا وجود کامیاب مذہبی تحریک کے لئے لازمی ہے۔ یہہ تحریک ایسی زبردست ہوگی کہ اوس سے غالباً نہ فقط افریقہ بلکہ ایشیا کی بھی اسلامی سلطنتوں کے تخت تک لرز جائینگے۔ یہ مہدی کون ہوگا؟ سنوسی۔ وہ پیدا عرصہ کا ہو چکا ہے اب صرف اظہار منصب کی کسر باقی ہے"

محمد السنوسی کے والد سید محمد بن علی السنوسی الجیریا کے مشہور فقیہ تھے۔ اونکا ابتدائی زمانہ مراقبہ و مجاہدہ اور تنازعات دینی کے تصفیہ میں صرف ہوا۔ چالیس برس کی عمر میں حج بیت اللہ کو تشریف لیگئے۔ اور منجملہ دیگر کارروائیوں کے اپنے خیالات کا اعلان و اشتہار اہالی یمن و نجد و حجاز میں اچھی طرح سے کیا۔ اور اخیر عمر میں بمقام جرابوب جو طرابلس الغرب اور مصر کی سرحد پر صحرائے میں واقع ہے مقیم ہو کر درس و تدریس کا سلسلہ قایم کیا اور مرنے سے پیشتر اپنے فرزند کے لئے راستہ صاف کر گئے۔ اونکا انتقال ۱۸۵۹ء میں ہوا۔ اونکا مزار صرف کثیر سے تیار کیا گیا۔ جہاں ہر سال کثیر التعداد مرید زیارت و فاتحہ کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ انتقال سے پیشتر سید مرحوم نے اعلان کیا کہ سچا مہدی اونکا بڑا بیٹا ہے۔ اوسکی تعلیم اون خرابیوں کی جو بعد میں مسلمانوں میں پیدا ہو گئیں سخت مخالف ہے۔

وہ انکی اصلاح میں مدت العمر ساعی رہا۔ اور ابتدائی زمانہ اسلام کی سادگی کے رواج پر زور دیتا رہا۔ چنانچہ تمباکو۔ سامان عیش و عشرت اور تکلفات کے استعمال کی اوسکی طریقت میں سخت ممانعت ہے۔ وہ دین و دنیا کو توام اور ہر سنت نبوی پر عمل کرنیکو لازمی سمجھتا تھا۔ اس اصول کی پیروی میں وہ جہاں کہیں دینی واعظ بھیجتا۔ وہاں دینوی فرایض کے سرانجام کے لئے ایک ملکی گورنر بھی روانہ کرتا۔ یہہ مسلمہ امر ہے کہ جن جن علاقوں میں طریقت سنوسیہ کو قدم مضبوطی سے جمگئے ہیں۔ وہاں کی حکومت میں ہی عظیم اصلاح نہیں ہوگئی۔ بلکہ باشندوں کے اخلاق بھی بالکل سدھر گئے ہیں۔ یہہ طریقہ عمدہ حکومت کا ہمیشہ سے معاون و مددگار رہا ہے۔ سلطان عبدالمجید اور سلطان عبدالعزیز شہید کے زمانہ میں انتظام حکومت کی خرابی کیوجہ سے سنوسی حکومت عثمانیہ سے بہت بیزار رہی مگر جیسا کہ اثبات خلافت عثمانیہ کے مضمون میں لکھا جاچکا ہے۔ سلطان عبدالحمید کی ساعی جمیلہ اور اصلاحات کو دیکھکر یہہ بیزاری جاتی رہی۔ اور اوسکی بجائے شیخ سنوسی خلافت عثمانیہ کا زبردست معاون و رفیق ہوگیا۔ چنانچہ اسوقت شمالی افریقہ و حجاز میں ترکی حکام اور سنوسی وکلاء اور مقدم ایکدوسرے کے پہلو بہ پہلو ایکدوسرے کے معاون بنکر اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ طرابلس الغرب ایسے اہم صوبہ میں۔ پہلے پہل نامق پاشا کی جگہ طبقہ علماء کے ایک رکن ہاشم پاشا کو غالباً اسی خیال سے گورنر جنرل مقرر کیا گیا تھا کہ وہ ایک نئے خیالات کے گورنر کی نسبت فرقہ سنوسی کے ساتھ تعلقات کو زیادہ عمدگی و آسانی سے مستحکم کرسکیگا۔ نامق پاشا نہایت بیدار مغز۔ نشیب و فراز زمانہ اور یورپین پالیسی کے اسرار سے بخوبی واقف اور پرانے تجربہ کار گورنر ہیں۔ برعکس ازیں ہاشم پاشا اس لحاظ سے اونکے سامنے طفل مکتب ہیں۔ جنکو ایک طرحے درسگاہ سے اٹھاکر گورنر جنرلی پر مامور کردیا گیا۔ ہردو کی ظاہری قابلیتوں میں اس تبائن عظیمہ کیوجہ سے اکثر ظاہر بینوں نے سلطان المعظم کی اس کارروائی پر سخت اعتراض کیا تھا۔ مگر وہ اس تقرری کے اصل راز کو نہ سمجھ سکے۔ خلیفۃ المسلمین جانتے تھے کہ یہاں ایک تجربہ کار گورنر کی بہ نسبت ایک مولوی گورنر خواہ وہ یورپین پالیٹکس میں نا تجربہ کار ہی ہو بہت عمدہ کام دیسکیگا۔ یہہ قیاس درست ثابت ہوا کیونکہ شیخ سنوسی کا خلافت عثمانیہ کی تائید میں صحرائے اعظم کا سفر اختیار کرنا اور دعوائی وغیرہ اسلامی ریاستوں کا عثمانیہ دائرہ میں داخل ہوجانا ان سب جدید کامیابیوں اور استحکام و اجتماع قوت و طاقت کا فقرہی باعث یہی تقرری ہے۔ اس مختصر گزیر کے بعد پھر مسٹر تھرل فال کی تحریر شروع کیجاتی ہے :-

وہ لکھتا ہے "اس طریقہ کے گماشتے اور مناد بحیرہ روم کے ہر بندر بلکہ باغلب وجوہ یورپ کے تمام بڑے بڑے دارالخلافوں میں موجود ہیں۔ سنوسی اخلاق کے بڑے حامی ہیں۔ مہمان نوازی اونکا شعار ہے۔ احکام شرعی کی متابعت کی سخت متقاضی ہیں۔ اور عورتوں سے بھی بگماشتوں کا کام لیتی ہیں۔ لیکن اونکو بیعت میں نہیں لیتے۔ موجودہ شیخ سنوسی کی عمر ۵۰ برس کی ہے۔ تمام یورپین سیاحوں میں سے جنہوں نے اس تمنا میں صحارا کی خاک چھانی صرف ایک جرمن سیاح ہرنکٹی گال متوفی ایسا خوش قسمت گذرا ہے۔ جسکو بید سنوسی سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ اسکے سوا ایک اور سیاح مسٹر سوا ڈہٹ کو صرف اسقدر کامیابی ہوئی کہ وہ نخلستان سیواح تک پہونچگیا۔ مگر آگے جرابوب کو جانیکی اجازت نملی۔ جرمن سیاح کا قول ہے کہ سنوسی ڈنگولوی (سودانی مہدی) سے ہر پہلو سے بدرجہا افضل و اعلے ہے۔ جرابوب میں ہر وقت دو ہزار طلبا اوسکی درسگاہ میں موجود رہتے تھے۔ جو فارغ التعلیم ہونے پر واعظ و داعی بنا کر مختلف علاقوں میں بھیجدئے جاتے۔ جرابوب میں سنوسی کے پاس ایک اسلحہ خانہ کارخانہ برائے سامان جنگ اور اونٹوں کی بیشمار تعداد تھی۔ چند برسوں سے وہ نخلستان کفرا کے قصبہ جوفو میں چلاگیا ہے۔ اور وہاں اپنے مریدوں کی تعلیم و ترتیب اور سامان و لوازمات حرب کی تکمیل میں بدستور مشغول ہے۔ یہ قصبہ بحیرہ روم سے بجانب جنوب اور دریا نیل کے قصبہ بجانب غرب پانسو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جرابوب بحرہ روم سے صرف دو ڈیڑھ سو میل بجانب جنوب ہے سنوسی میں مہدی موعود کی تمام علامتیں موجود ہیں۔ وہ صحیح النسب فاطمی ہی نہیں۔ بلکہ اوسکا ایک بازو دوسرے سے لمبا ہے۔ آنکھیں خلگوں ہیں۔ اور سب سے بڑی علامت یہہ رکھتا ہے کہ اوسکے کندھوں کے درمیان مہر رسالت کے مشابہ نشان موجود ہے۔ ایسی صورت میں شمالی افریقہ کے خوش اعتقاد اور وہمی مزاج اقوام کا خود بخود اوسکی طرف کھنچے چلے آنا کبھی تعجب خیز نہیں ہوسکتا۔ اوسکی بستیاں طرابلس۔ ٹونس۔ الجیریا۔ مراکو میں موجود ہیں۔ اوسکی وسیع خفیہ جماعت صحرائے اعظم کے تمام نامعلوم نخلستانوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ تبستی کی سطوح مرتفع کے پردیسی قبایل اور مغرب کے غارتگر قبایل تواریک سے لیکر دادای۔ بورکو اور باگرمی کی بڑی بڑی ریاستیں اور نیز وہ بیشمار قبایل جو جھیل چاڈ کے شمالی ساحل کی زرخیز سرزمین میں آباد ہیں۔ اس جماعت میں شامل ہیں۔ مگر اوسکے اثر کا دایرہ یہیں تک محدود نہیں۔ بلکہ مشرق میں سومالی لینڈ اور مغرب میں سنی گمبیا تک اوسکے مرید پائے جاتے ہیں۔ صرف یہی امر مسیحی دنیا کے لئے قابل غور نہیں۔ بلکہ یہہ امر بھی کہ اسلام افریقہ کے اندرونی علاقہ میں حیرت انگیز ترقی کررہا ہے۔ وہ اوسکے ہر گوشہ و کونہ سے شرک و بت پرستی کو خارج کررہا ہے۔ اوسکے مقابلہ پر عیسائی مذہب کی اشاعت کی کوششیں محض تمسخر ہیں۔ جہاں کہیں اسلام داخل ہوتا ہے۔ سنوسی طریقت اوسکے دوش بدوش وہاں پہونچ جاتی ہے۔ یہہ طریقت ایک ایسے الاؤ کے مشابہ ہے جو تمام علاقہ کو مطلع کرنیکے لئے پہاڑی کی چوٹی پر جمع کیا جاتا ہے۔ الاؤ بالکل تیار ہوچکا ہے۔ اور اب صرف ایک زبردست ہاتھ کے اوسے مشتعل کرنیکی دیر ہے۔ سنوسی کے مریدوں کی تخمیناً تعداد بتانا مشکل ہے اسکا علم شیخ اور اوسکے نائبین کے سوا کسی اور کو نہیں۔ تاہم ۱۸۸۳ء میں ایم ڈوی ریرنے تیس لاکھ کا اندازہ کیا تھا۔ اوس سے بعد اس طریقہ کی بہت اشاعت ہوگئی ہے۔ اور اسوقت اوسکی جمعیت غالباً نو لاکھ سے کم نہیں۔ مگر جب سنوسی نے جہاد کا اعلان کیا۔ تو اوسوقت اوسکے پاس جمعیت فراہم ہوجائیگی۔ اوسکا اس نو لاکھ کو صرف ایک حصہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ جیسا کہ تاریخ عالم خوب منتظم تحریکوں اور جماعتوں کے متعلق ہمیں بتارہی ہے۔ متحد افراد کی اخلاقی قوت عموماً کل جماعت کی واقعی تعداد سے کئی گنی سے بھی زیادہ ہوا کرتی ہے۔ سنوسی کے موجودہ مسکن جوفو کا راستہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ اوسکے راستہ میں بڑے بڑے ریگستانی میدان پڑے ہیں۔ اور ساٹھ ساٹھ ستر ستر میل تک عموماً کنوؤں کا نام و نشان نہیں۔ مزید برآں اوسکے معتقدین کسی غیر کو اوسطرف نہیں جانے دیتے۔ وہاں سنوسی سال میں صرف ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ باقی عرصہ وہ ایکطرحے برقع پوش پیغمبر بنا رہتا ہے۔ اس اخفا کے باوصف تمام کاروبار نہایت عمدگی سے چل رہا ہے۔ وہ مدبر بھی اعلے پایہ کا ہے۔ وہ اب تک بیشمار غلاموں کو آزاد کرکے اونہیں تعلیم سے بہرہ یاب کرچکا ہے۔ اس سلوک کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ہر آزاد شدہ غلام مدت العمر کے لئے اوسکا جانثار بندہ بن جاتا ہے۔ اور دور و نزدیک اس طریقہ کی اشاعت کرتا پھرتا ہے۔ چنانچہ اسوقت تمام دعوائی اوسکے زیر اثر ہے۔ اوسمیں بڑے آدمیوں اور لیڈروں کے تقریباً تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔ اوسکی رائے سودانی مہدی کی نسبت اچھی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب آخر الذکر نے جو سنوسی کی طاقت سے بخوبی واقف تھا اوسے اپنا خلیفہ چہارم نامزد کرنا چاہا تو سنوسی نے صاف انکار کردیا۔ لیکن سودانی مہدی نے پھر بھی اس عہدہ کو خالی رکھا۔ اور کسی اور کو اوسپر مقرر نہ کیا۔ یہہ بالکل یقینی امر ہے کہ اوسکی طرف سے حکم صادر ہونے پر تمام افریقہ اور ہندوستان نہ سہی غالباً تمام عرب بھی مشتعل ہوجائیگا۔ مسٹر تھرل فال کے خیال میں اس حکم کے اصدار کا وقت پہونچگیا ہے۔ وہ ام درمان کی سودانی سپاہ کی گذشتہ سرکشی کو آنیوالے طوفان کی پہلی علامت سمجھتا ہے۔ اوسکی رائے میں سنوسی جنگ فرانس و انگلستان کا منتظر ہے۔ اگر انمیں جنگ نہ ہوئی۔ تو سنوسی کے لئے سب سے عمدہ موقعہ وہ ہوگا۔ جبکہ ان دونوں سلطنتوں میں سے کوئی ایک کسی بڑی محاربہ میں مبتلا ہونیکی وجہ سے سنوسی کے مقابلہ پر موثر طاقت سے کام لینے کے قابل نہ رہگئی ہوگی۔ ایسا موقعہ پہونچگیا ہے۔ جنگ کریمیا کے بعد پہلے کبھی انگلستان ایسی مشکل میں مبتلا نہیں ہوا تھا۔ سنوسی کے لئے موجودہ وقت سے بہتر کوئی موقعہ ہوسکتا ہے۔ انگلستان جنوبی افریقہ میں ایک ایسے محاربہ میں مشغول ہے جسکی وسعت و میعاد پر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ وہ جسقدر فوج کی گنجائش نکال سکتا تھا ادھر بھیج چکا ہے۔ ہندوستان میں اوسکی حفاظت کے لئے بمشکل کافی فوج ہے۔ تمام یورپ مخالف اور ہمارے اعداء کو اکسا رہا ہے۔ افریقہ کے وحشی اسی تاک میں بیٹھے ہیں کہ ہماری ہزیمت کے متحقق ہوجانے پر شیر کیطرح جھپٹ پڑیں۔ اور سب سے بڑا یہہ خطرہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹ موجودہ حالت کی اہمیت کا اندازہ کرنے سے عاجز اور اون وسایل کے اختیار کرنے سے کہ صرف اونہی کے ذریعہ سے سلطنت کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ متردد ہے۔ سنوسی کو ان تمام حالات کی پوری خبر ہے۔ الجیریا۔ مراکو مصر۔ ٹونس اور یورپ میں اوسکے ہزارہا خفیہ گماشتے بمنزلہ اوسکے آنکھوں اور کانوں کے ہیں۔

اور اونکے ذریعہ سے جو کچھ مہذب اقوام میں گذر رہا ہے وہ سن اور دیکھ رہا ہے۔ بلکہ یہ یقین کرنیکی بھی وجوہات موجود ہیں کہ افریقہ کی حبشی اقوام سے اوسکے متقدمین نے (افسی تلغراف (یعنے محض قوت تصور و خیال سے بلا تار و آلہ خبر کو دور دراز فاصلہ تک پہونچا دینے کا) راز معلوم کر لیا ہے۔ اور اوسکے ذریعہ سے اونکو جنوبی افریقہ کی لڑائیوں کی خبریں اونکے وقوع سے بعد فی الفور پہونچ رہی ہیں۔ فوجی قابلیت میں بھی سنوسی کے پیرو اون وحشی و تقریباً غیر مسلح قبایل (سودانی درویش) سے جنکے ساتھ ہماری سپاہ کا ابو کلیہ تتمہ اور ام درمان میں مقابلہ ہوا۔ بدرجہا افضل ہیں۔ اونمیں سے اکثر کے پاس عمدہ قسم کے اسلحہ ہونگے۔ جنکا ذخیرہ برسون سے جرابوب اور جوفو میں جمع ہو رہا ہے۔ یہہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اونکے پاس توپیں ہیں یا نہیں۔ لیکن اونکی حیرت انگیز سریع الحرکتی تعجب خیز قوت برداشت و جفاکشی اور اس بے آب و گیاہ علاقہ کے ہر گوشہ و کونہ سے اونکی تحیر افزا واقفیت اور مزید براں یہہ علم کہ وہ بوقت ضرورت جب چاہیں مصر اکو ہٹ جانیسے مہذب سپاہ سے جو وہاں داخل نہیں ہو سکتی محفوظ ہو سکتے ہیں۔ یہہ کل فوایدا اونکو حاصل ہیں اور وہ انگریز بخوبی واقف ہیں۔ فرانس کو الجیریا کی فتح میں سالہائے دراز تک جو صعب و جانگداز مشکلات پیش آئی تھیں۔ وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ ان مصائب و مشکلات کو سوگنا کر دو۔ اور پھر سنوسی کے جہاد کے نتیجہ کا تمہیں کچھ شائبہ معلوم ہو سکیگا۔

"ان جنگجو صوفیون کے علاوہ افریقی مسلمانون کے جم غفیر اور مشرکوں کی مخالفت کا عظیم تر خطرہ بھی اپنی جھلک دکھا رہا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کا ایک بڑی سرداری اور اوسکے عزم بلند سے متاثر ہو کر یورپین اقوام کے برخلاف کھڑا ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ یہ خیال کرنا سخت غلطی ہے کہ افریقہ کے باشندے بلند عزمی اور حب الوطنی سے معرا ہیں۔ چند نہایت ہی ذلیل و پست خیال جماعتون کے ماسوائے۔ جنکا وجود قوموں کے بننے اور بگڑنے میں کوئی حقیقت نہین رکھتا۔ باقی افریقی باشندے ایسے نہیں کہ اونکی خیالات حیوانوں کیطرح اپنی جھونپڑیوں۔ اکل و شرب۔ عورتون۔ جنگی تفریحوں اور شخصی زیب و زینت تک ہی محدود ہون۔ وہ اپنے آپکو یورپینوں سے افضل نہیں۔ اونسے کم بھی تصور نہیں کرتے۔ جس طریق سے یورپینوں نے ان لوگوں کے وطن مالوفہ کے وسیع قطعات غصب کر لئے۔ اونکے بیشمار بھائیوں سے اسلحہ چھین لئے اور اونکو عملاً غلام بنا لیا ہے۔ اوس سے افریقی بالطبع سخت ناراض ہو رہے ہیں۔ اور محض بتقاضائے فطرت اونکو خوف پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں اونکا بھی یہی حشر نہ ہو۔ جس سے بچنے کے لئے ذلیل سے ذلیل افریقی بھی اوس وقت اور ایسے آدمی کے ظہور کے بڑی بیتابی سے منتظر ہیں۔ جبکہ اور جسکی مدد سے وہ مبغوض یورپینون کو جو اونکے براعظم پر از راہ کبر و نخوت قابض ہو گئے ہیں پامال کر سکیں۔ اگر فاتحین اونکے ہم نسل و ہم رنگ ہوتے۔ تو یہہ محکومی اونکو ناگوار نہ ہوتی۔ اور وہ اوسے ایک معمولی امر سمجھتے۔ مگر غیر قوم و غیر جنس کی محکومی ایسی غیر معمولی بات ہے جسے اونکی جنگی طبایع کبھی گوارا نہیں کر سکتیں۔ پس یورپین حملہ کے مشترک خطرہ کے سامنے تمام قبایلی تنازعات غائب۔ قدیم کدورتین ناپید اور جغرافی حدود کا امتیاز معدوم ہو جائیگا۔"

یہہ ہے وہ امکانی خطرہ جسے مسٹر تھرل فال متذکرہ صدر اخلاقی کمزوری سے مجبور ہو کر چونکا دینے والی پیرایہ میں بیان کرتے ہیں اور مسٹر سٹیڈ روغن فاز ملکر اوسے اور زیادہ متوحش بنا رہے ہیں۔ مگر مسٹر تھرل فال کے مضمون کی آخری چند سطور سے یہہ بھی گمان ہو سکتا ہے کہ شاید اس فرضی یا امکانی خطرہ کو ایسے دہشت انگیز انداز سے بیان کرنیکا باعث طبعی کمزوری نہیں بلکہ محض فرنچانہ ڈھٹہ بندی اور پالیسی ہو۔ اور اوسنے یہہ تمام پرواز فقط اپنے مشورہ اور آخری نتیجہ کو حتی الامکان نہایت ہی موثر بنانیکے لئے اٹھائی ہو۔ اوسکا آخری مشورہ یہہ ہے کہ ملک کو اسوقت ایک حقیقی مدبر و سیاسی کی ضرورت ہے۔ ایسا مدبر اوسکی رائے میں صرف لارڈ روزبری ہے۔ اور صرف وہی اس مشکل کے وقت جہاز سلطنت کو کنارہ عافیت تک پہونچانے کی قابلیت و لیاقت رکھتا ہے۔ بہرحال مسٹر تھرل فال کے مضمون اور خطرات کو اکثر انگریزی معاصرین نے فضول بحث کا نتیجہ بتایا ہے۔ اور غالباً تمام باخبر اسی رائے سے اتفاق کرینگے۔ ہان اگر منشا ایزدی یہہ ہو کہ اب پھر موجودہ تہذیب و تمدن کی ہنگینی۔ دنیا کی ذلیل ترین قوم سے کرائے۔ تو یہہ دوسری بات ہے۔ زمانہ میں ایسا کئی دفعہ ہو چکا ہے۔ اور ہوتا رہیگا۔ لیکن موجودہ تہذیب کی بنیاد میں عیش و عشرت نے ابھی ایسی کھوکھلی نہیں کیں کہ اجڈ بے ساز و سامان وحشی اوسپر غالب آسکین۔ +

غازی عثمان پاشا کی وفات کی خبر

اس ہفتہ کی دلائتی ڈاک سے متحقق ہو گئی ہے۔ قسطنطنیہ کا انگریزی اخبار لیوانٹ ہیرلڈ مورخہ ۹ اپریل لکھتا ہے۔ کہ "غازی مرحوم کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ پچھلے مہینہ اونکی حالت بہت نازک ہو گئی لیکن گذشتہ ہفتہ یک بیک اونکی طبیعت سنبھل گئی۔ اور وہ التفات و تلطفات شاہانہ کا شکریہ ادا کرنیکے لئے قصر ہمایوں تشریف لیگئے۔ مگر اسکے بعد بیماری پھر زور پکڑ گئی۔ اور طایر روح بتاریخ ۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۷ھ (۴ اپریل سنہ ۱۹۰۰ء) بروز دہ شام کے وقت قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ ممدوح اپنے محل میں جو قصر شاہی یلدز کے قریب واقع ہے فوت ہوئے۔ جنازہ دوسرے دن اسلامی سادگی کے ساتھ اٹھایا گیا۔ یورپی ممالک کیطرح کسی قسم کے طراق یا فوجی تزک و احتشام کا نام نہ تھا۔ چنانچہ اگر سلطنت کے تمام اعلے ملکی و فوجی اعیان ساتھ نہ ہوتے تو بظاہر کسی نووارد کو گمان تک نگذر سکتا کہ صدی کے قابلترین سپہ سالار اور ایک بلند مرتبت قومی پہلوان کا جنازہ ہے۔ تجہیز و تکفین کا اہتمام حسب الحکم سلطانی جنرل محمد چیرکس پاشا یاور خلافت پناہی نے کیا۔ جنازہ مکان سے ساڑھے گیارہ بجے بشکطاش گھاٹ کو روانہ ہوا۔ درباری موذن۔ مشائخ۔ یاور اور اعیان دولت کے علاوہ فوج پیدل۔ بالتاجی (سفر مینا) پولیس اور چنداررمہ کے دستی بندوقین سرنگون کئے۔ میونسپل اہلکار اور درباری بینڈ ساتھ تھا۔ گھاٹ سے جنازہ اور کل ہمراہی دخانی کشتیون پر اودن کاپو (استنبول کا دروازہ) پہونچے۔ وہاں سے خشکی کے راستہ براہ وفا۔ شہزادہ باشی۔ دسر دخانہ۔ جامع سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ میں جاکر نماز جنازہ ادا کیگئی۔ اس سے فارغ ہو کر صندوق سلطان فاتح کے مقبرہ میں پہونچایا گیا۔ اور اوسکے اندر شاہ ممدوح کے دوش بدوش غازی نامدار دفن کئے گئے۔ خلیفۃ المسلمین کو اپنے وفادار مارشل کی وفات سے سخت صدمہ پہونچنا طبعی امر تھا۔

جلالت مآب نے حکم دیا ہے کہ مرحوم کی یادگار میں ایک عالیشان مقبرہ استنبول میں تعمیر کیا جائے۔ تعزیت اور مرحوم کے خاندان کو تشفی دلانیکے لئے سلطان المعظم نے کئی درباری بھیجے۔ غازی مرحوم تین فرزند یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ سب سے بڑے کا نام جنرل نورالدین پاشا ہے۔ اونکی عمر تیس برس کی ہے۔ اور سلطان المعظم کی سب سے بڑی شاہزادی زکیہ سلطانیہ کے شوہر ہیں۔ دوم جنرل کمال الدین پاشا ہیں۔ اونکی عمر ۲۸ برس کی ہے۔ اور سلطان المعظم کی دوسری شہزادی نعیمہ سلطانہ کے شوہر ہیں۔ تیسرے کا نام جمال بک ہے۔ جو ۲۱ برس کے ہیں۔ وہ اسوقت جرمنی کی محافظ شاہی فوج میں لفٹنٹ ہیں۔ اور سلطان المعظم کی تیسری شہزادی نجلہ سلطانہ انسے منسوب ہیں۔ مرحوم کے سن پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض ۱۸۳۷ء بعض ۱۸۳۶ء اور بعض ۱۸۳۲ء بتلاتے ہیں۔ اکثر کا اتفاق آخر الذکر سن پر ہے۔

قیصر جرمن نے خبر متوحش ہمدردی کا پیغام بذریعہ تار برقی بھیجا۔ غالباً دوسرے فرمانرواؤں نے بھی ایسا ہی کیا ہوگا۔ ممالک متمدنہ کے تمام اخبارات نے اس نامدار کی وفات پر دلی تاسف ظاہر کر کے اوسکی شجاعت و لیاقت اور اوصاف حمیدہ کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ لندن کا سرآمد روزہ اخبار سٹینڈرڈ۔ اس واقعہ شئومہ اور غازی نامدار کی بے نظیر محافظت پلیونا پر طویل مضمون تحریر کر کے اوسکی شروع میں لکھتا ہے:۔ "غازی عثمان پاشا کی وفات سے جسکی شجاعانہ و بالیاقت محافظت پلیونا فوجی تاریخ کے نہایت شاندار واقعات میں سے ہے سلطنت عثمانیہ کے ہاتھ سے اپنے چند قابل عظمت رجال میں سے ایک عظیم المرتبت شخص جاتا رہا ہے۔ وہ اوس ملکہ سپہ سالاری کا جو ترکوں کا طبعی خاصہ ہے اور اوس شعار شجاعت اور شدید محبت نبرد آزمائی کا جو اوسکی قوم کے امتیازی اوصاف فطری ہیں مجسم نمونہ تھا۔ یہہ انہی اوصاف کی طفیل ہے کہ گو گذشتہ دو صدیون سے اونکی سلطنت کی تباہی و بربادی کے لئے سینکڑوں کوششیں ہوئیں۔ مگر وہ ابتک یورپ میں قایم اور موجود ہے یہہ اسی نامور کی موجودگی کے باعث تھا کہ دول یورپ دباؤ کی پالیسی عملی حد تک پہونچانیکی جرات نہیں کر سکتی تھیں۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ سلطان کے پاس ایک ایسا نامور موجود ہے۔ جو سپہ سالاری میں نظیر نہیں رکھتا اور اوسکے زیر کمان ترک سپاہی جو دنیا میں بہترین نبرد آزما ہیں جانفشانی کرنیکو سعادت دارین سمجھینگے۔۔۔

اگر عثمان پاشا موجود نہ ہوتے تو گذشتہ چند برسون کی ترکی تاریخ کو ہم بالکل ہی مختلف صورت میں پاتے.....

جہان تک ظواہر پر حکم لگایا جاسکتا ہے۔ اوسکا قایم مقام کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن ساتھ ہی اوسکی اور نیز عثمانیہ قوم کی کل تاریخ سے واضح ہو رہا ہے کہ عثمانیہ فرمانروایوں کو قابل فوجی سپہ سالاران کے فقدان کا کبھی اندیشہ نہیں ہوسکتا۔ ترکوں میں معاشرتی کم مشیتی اور غریب والدین کا فرزند ہونا ترقی کا مانع نہیں۔ پس جبتک یہہ صفت اونمیں موجود ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ ٹرکی میں نمایان فوجی قابلیت کے آدمی برابر پیدا ہوتے رہینگے۔ اور کہ جسطرح غازی عثمان نے اپنی سلطنت کی محافظت کی تہی۔ ویسے ہی ہمیشہ بشرطیکہ اُنکو عثمان کیطرح مناسب موقعے دئے جائیں۔ ویسی ہی جانبازی سے اپنی ملک کی خدمت کرنے والے سلطنت عثمانیہ کو ملتے رہینگے۔"

مگر افسوس کل انگریزی اخبارات نے ایسی عالی ظرفی نہیں دکھائی۔ ٹائمز حسب معمول اس موقعہ پر بھی تعصب اور دلی کدورت کو اظہار سے باز نہیں رہ سکا۔ اور باوجود دعوے ہمہ دانی و صداقی مقالی اہم تاریخی غلطیوں کے ترکیب ہونیسے بھی نہیں بچ سکا۔ وہ مرحوم کی شجاعت و جفاکشی کا تو معترف ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہہ زہر اگلتا ہے کہ دیگر ترکی عہدہ داروں کی طرح وہ بھی رعایا پر ظلم و ستم کئے جانے۔ بدنظمی اور بددیانتی سے چشم پوشی کر جاتے تھے۔ وہ اونکی فوجی قابلیت پر بھی معترض ہونیکی جرأت کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ وہ صرف بچاؤ کے پہلو عمدگی سے لڑ سکتے تھے۔ پھر یہہ فاش غلطی کرتا ہے کہ محاربات پلیونا میں شروع سے ہی اونکے پاس ساٹھ ہزار فوج تہی۔ اور وہ پہلی لڑائی کے وقت بھی پوچون میں محفوظ تہی۔ حالانکہ پہلی لڑائی میں عثمان کے پاس صرف ۱۴ ہزار سپاہ تہی اور پلیونا کے میدان میں مورچہ تو درکنار کوئی خندق بھی اسوقت تک تیار نہیں کیجاسکی تہی۔ اوسکے دیگر الزامات بھی سراسر سفیہانہ یا سخت ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ ان کمینہ اعتراضات کی تردید برسون پہلے خود ایک مصنف مزاج شیر دل عیسائی مصنف جو اول سے آخر تک محاربات پلیونا میں غازی مرحوم کے ساتھ رہا۔ ذاتی مشاہدہ و تجربہ سے کر چکا ہے۔ شائقین کتاب محاربات پلیونا میں اوسکی رائے پڑھ سکتے ہیں جسکے آخر میں بطور ضمیمہ اکثر اخبارات کی تعریفی تحریریں بھی دوسرے اڈیشن میں ایزاد کر دیگئی ہیں۔

ٹائمز نے تو خیر پھر بھی کچھ لکھا۔ افسوس بعض اخبارات کو تعصب یا قومی منافرت نے یک سطری ریمارک لکھنے کی بھی اجازت نہیں دی۔ اور زیادہ تر تعجب یہہ ہے کہ اخبار پاؤنیر بھی جو ایکطرح سے ہندوستان کا نیم سرکاری پرچہ سمجھا جاتا ہے۔ اس زمرہ میں شامل ہے جسکے اکثر مان اندیش اور فراخدل انگریز ناظرین کو بھی یہ خاموشی ضرور بہت معیوب معلوم ہوئی ہوگی۔ +

روس۔ ایران و افغانستان

ایک پرائیویٹ تار سے جو مارچ کے وسط میں ایران سے لندن بھیجا گیا ٹائمز مورخہ ۱۲۔ اپریل حسب ذیل اقتباس شائع کرتا ہے:۔ "انگریزی سفیر سر مارٹی مرڈیورنڈ انگریزی اقتدار کی کامل معدومیت سے شکستہ دل ہوکر پچھلے ہفتہ ولایت روانہ ہوا۔ اس معدومیت کا باعث وہ قرضہ ہے جو ایران نے حال میں روس سے لیا ہے۔ گذشتہ دو برسون میں ایران نے کئی دفعہ ٹہیک اونہی شرائط پر جو روس سے کیگئی ہیں قرض لینے کی خواہش ظاہر کی۔ مگر اسپر توجہہ نہ کیگئی۔ یہہ عذر بالکل فضول ہے کہ جنوبی افریقہ کے محاربہ نے ہمیں ایسی معاملوں کیطرف توجہہ کرنیکے قابل نہیں رہنے دیا۔ جو ساہوکاروں اور صرافون کے نزدیک دقت رکھین تو رکھین مدبرین کبھی اونہیں قابل غور نہیں سمجھ سکتے۔ بلکہ سمجھدار ساہوکار بھی اونکو کبھی وقیع نہ سمجھتے۔ کیونکہ یہہ قرضہ کاروباری لحاظ سے بھی نہایت عمدہ سودا تھا۔ پولیٹیکل لحاظ سے تو اوسکی اہمیت کا کچھ اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔ مشہد سے مجھے ایک دوست نے لکھا ہے کہ روس کوشک سے ہرات تک ایک ہلکی ریلوے لائن تیار کر رہا ہے۔ اس معاملہ کی خبر اوس افغان سے ملی جو روسی قونصل کیطرف سے جاسوسی پر مامور ہے۔ اسی افغان کا بیان ہے۔ کہ لائن پر چار ہزار آدمی کام کر رہے ہیں۔ اور روسی سپاہ عرصہ کی سرحد افغانستان سے آگے بڑھ گئی ہوئی ہے۔ اسکے جواب میں افغان بالکل خاموش ہیں۔ اونکی طرف سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کیگئی۔ البتہ کابل سے ہرات کو فوجیں بھیجی جا رہی ہیں۔ انہی دنوں میں یہہ خبر مشہور ہوئی ہے کہ مشہد کے روسی قونصل جنرل نے تمام آرمینوں کو جمع کر کے حکم دیا ہے کہ اگر افغانستان یا روسی افواج کے نقل و حرکت کے متعلق کبھی آپمیں گفتگو کرتے سنے گئے تو اونکی دوکانیں بند کر دیجائینگی۔"

اسی ضمن میں ایک ایرانی نامہ نگار کے خط کے چند فقرات قابل غور ہیں۔ وہ اپنی گورنمنٹ اور قوم کو روسی دسایس اور چالون سے ہوشیار اور اونکی مزاحمت کے لئے تیار رہنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:۔ درحقیقت امیر افغانستان اور افاغنہ کی ہمت مردانہ پر آفرین ہے۔ سرحد افغانستان کی ایک باشندہ نے جو امیر صاحب کے خاص معتمدون مین سے ہے۔ مجھے بطور امر حق ذکر کیا کہ روس کی پلٹنیں جو سرحد افغانستان پر مامور تہیں۔ سرحد داروں کے حکم سے دو دفعہ ایک ہی رات میں تبدیل کر دی گئیں۔ مگر روسی گورنمنٹ نے اس معاملہ کو کبھی اظہار نہ کیا۔ وہ فی الفور دوسری فوج اوسی لباس میں اونکی جگہ بھیج دیتی رہی اور سیاسی وجوہات کے باعث نہ کبھی اسکی شکایت کی۔ اور نہ اپنے عزم سے باز آئی۔ حتی کہ روسی ریل سرحد افغانستان تک تیار ہوگئی اور افغانون کو پھر ایسی حرکت کی جرأت نہ رہی۔ کیونکہ اونکو معلوم ہوگیا کہ اب روس دس دن کے اندر اپنی کل فوجی طاقت سرحد افغانستان پر جمع کر سکتا ہے۔ +

حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری سیاح مصر و روم و شام

۳ مئی کی شام کو امرتسر سے حیدرآباد دکن کو تشریف لیگئے ہیں۔ حافظ صاحب ممدوح نے اپنی سیاحت کی دوران میں عربی زبان میں قابل تعریف مہارت اور اُن ممالک اسلامیہ کے حالات اور وہانکے باشندون کی علمی و تجارتی ترقیات سے واقفیت پیدا کرنے کے علاوہ وہان کے قدیم و جدید کتب خانوں اور تازہ و پرانی تصنیفات کے متعلق بھی اسقدر معلومات بہم پہونچائی جس سے اونکے ابنائے وطن اگر چاہیں تو بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ اور امید ہے کہ حکومت آصفیہ ادامہا اللہ کے پایۂ تخت کی بلند ہمت اصحاب مطالع اور علم دوست ارباب اونکی معلومات واسعہ سے حتی الامکان فایدہ اُٹھانیسے دریغ نہیں کرینگے۔ ہماری حیدرآبادی اور مدارسی معاصرین بھی غالباً اس موقعہ کو ہاتھ سے نجانے دینگے۔ سید عبدالحق صاحب اجتہادی الازہری بھی جو ایک خوش اخلاق و پاکیزہ خصال نوجوان اور باوجود کم عمری علوم عربیہ کے عالم اجل ہیں۔ حافظ صاحب کے ہمراہ تشریف لے گئے ہین۔ +

وکٹوریہ ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ لاہور

کا بنیادی پتھر گذشتہ ہفتہ میں حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کے ہاتھوں سے رکھوایا گیا۔ اسپر ہندوستانی رقمطراز ہے:۔ "یہہ کہ شریف قومین اسکی ضرورت محسوس کرنے لگیں کہ جسمانی محنت سے زر معاش پیدا کرنا داخل بعیزتی نہیں ہے۔ فال نیک ہے اس سے مصیبتون کی کمی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب برہمن و چھتری مزدوری کرتے ہیں تو اونکو لوہاری یا درزی گری کرنے میں کیا عیب معلوم ہوسکتا ہے جب لوہاری میں ہوشیار آدمی گھر بیٹھے ایکروپیہ روز پیدا کر سکتا ہے تو کیوں مڈل پاس کر کے ریلوے آفس تک دوڑے اور جوتون کی ایڑیان توڑے جو لوگ مختصر سرمایہ رکھتے ہیں اپنے گھر پر کارخانہ کھول سکتے ہیں اور دو تین سو روپیہ لگا کر اپنی محنت سے چالیس پچاس روپیہ پیدا کر سکتے ہیں جو سرمایہ نہیں رکھتے ہیں وہ دوسروں کے یہان نوکری کرتے ہیں اور اسطرح دفتروں میں دس روپیہ کی ملازمت سے اچھے رہ سکتے ہیں۔ لاہور کی ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ نہایت ہی عمدہ موقع سے قایم کی گئی ہے۔" +

تمازت آفتاب مین غسل کے

ایک امریکن ہنڈرسن نامی جو عمر میں ۱۱۲ سال دیکھنے میں ۶۲ سال معلوم ہوتا ہے۔ بیان کرتا ہے کہ اوسکی صحت حیرتناک طور پر عمدہ اسباب رہی کہ وہ ہمیشہ صاف ہوا میں رہتا ہے اور کم سے کم ایک گھنٹہ روز دھوپ میں بیٹھتا اور آفتاب کی تمازت سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا ہے صاف سادی زندگی بسر کرتا ہے۔ اسی امریکن کی تجربہ سے بقول ہندوستانی ہندی تجربہ کی

مشاہیر اسلام کی سوانح عمریاں

جلالت بقیہ حالات امیر معاویہ بن ابوسفیان کا حال

مسلمان گو فتح سے ناکامیاب واپس ہوئے تھے۔ مگر جرات و استقلال اور مردانگی و ثبات کی ایسی مثال باقی چھوڑ گئے تھے۔ کہ قیصر کو آئندہ یورش و کامیابی میں کوئی شبہ نہ رہ گیا تھا۔ اُسنے ایک خاص سفیر شام کو روانہ کیا۔ جسکو عزت و اکرام کیساتھ قبول کیا گیا۔ امیر معاویہ نے صلح یا عارضی صلح کے متعلق اپنے دربار میں مشورہ کیا آخر یہ رائے قرار پائی کہ تین سال کیلئے صلح کی جائے اور قیصر ہر سال پچاس عمدہ گھوڑے۔ ۳ ہزار سونے کے ٹکڑے۔ پچاس غلام خراج میں دیتا رہے۔

افریقہ میں بھی عقبہ بن نافع سردار نے بہت فتوحات حاصل کیں۔ اور شہر قیروان"۔ ان کی حکم سے آباد کیا گیا۔ ہشتاد سالہ عمر نے امیر معاویہ کو پیر ہرم اور اپنی وفات کے قریب تر ہونے کے لیئے امیدوار کر دیا تھا۔ کہ مرض نے بھی غلبہ پالیا۔ اُسوقت یزید کو بلاکر بدیں الفاظ وصیت کی۔

"پیارے بیٹے۔ میں نے تیری کوششوں کی کوئی ضرورت نہیں رہنے دی۔ بلکہ جملہ امور تیرے لیئے درست کر دئیے ہیں تیرے اعدا کو ذلیل کر دیا ہے۔ اور عرب کی گردنیں تیرے سامنے جھکا دی ہیں۔ اور مجموعی طور پر تجھے وہ کچھ حاصل ہے جو پہلے کسی کو نہ تھا۔ اہل حجاز کی بارہ میں خیال رکھنا کیونکہ تیری اصل اصول وہی ہیں۔ انمیں سے جو کوئی تیرے سامنے آجائے اُسکی عزت کرنا اور جو غائب ہو اُسکی پرورش رکھنا۔ اہل عراق کی دلداری رکھنا اگر وہ تجھسے ہر روز نیا حاکم تبدیل کراتے رہیں۔ تو اُن کی منشا کو پورا کرتے رہنا۔ عامل کا معزول کر دینا آسان ہے۔ اور ایک لاکھ تلوار کی جھنکار کا سننا سخت۔ اہل شام کو اپنا دلی دوست اور اصلی رازدار سمجھنا۔ اور جب کسی دشمن سے لڑائی کی ضرورت ہو تو انہی کی فوج روانہ کرنا۔ انصرام مہم کے بعد سپاہیوں کو انہی کی دیہات کو واپس کر دینا کیونکہ باہر رہنے سے اُنکی اخلاق میں تغیر آجانیکا اندیشہ ہے۔ سلطنت کی بارہ میں تیرے مدمقابل ہونیکا اندیشہ مجھے صرف چار شخصوں سے ہے۔ حسینؓ بن علیؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ (رضی اللہ عنہم) ابن عمر تو سراپا عبادت میں لگا ہوا ہے۔ اور جب سب لوگ بیعت کرینگے تو وہ بھی ضرور بیعت کرلیگا۔ حسین بن علیؓ ایک نوعمر آدمی ہے۔ اہل عراق اُسی مقابل کیلئے بغیر رہنے نہ دینگے۔ پس اگر اُسنے مقابلہ کیا۔ اور تو اُسپر غالب رہا۔ تو اُسے معاف کر دینا۔ کیونکہ اُسے قرابت قریبہ اور حق عظیم حاصل ہے۔ نیز وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی نزدیک تر ہے۔ رہا ابن ابوبکرؓ اُسے اگر لوگوں نے اُٹھایا بھی تو کیا۔ اُسکی توجہ تمامتر عورتوں اور لہو و بازی پر مصروف رہتی ہے۔ البتہ شیر کیطرح جم کر لڑنے والا۔ اور لومڑی کیطرح چال چلنے والا۔ اور موقعہ پر چست لگانے والا ابن زبیر ہے۔ اگر اُسنے تیرا مقابلہ کیا۔ اور تجھے اُسپر فتح ملی۔ تو اُسکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دینا۔ لیکن جہانتک ممکن ہو سکے۔ اپنی قوم کی خون کی حفاظت رکھنا۔ اور خونریزی سے بیزار رہنا"۔

مرنے سے پیشتر انہیں یہ خیال ہوا کہ میری بیماری کا حال سنکر ملک میں بدامنی نہ ہو جائے۔ پس اپنی مرض کو چھپانے کے لیئے آنکھوں میں سرمہ۔ اور بالوں میں تیل ڈالکر مسند کے سہارے بیٹھ گئے اور لوگوں کو سامنے آکر سلام کرنے کی اجازت دی۔ لوگ آتے تھے اور سلام کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ہمیشہ تندرست ہے۔ جب وہ چلے گئے تو امیر نے یہ شعر پڑھے۔

وتجلدی للشامتین اراهم ... انی لریب الدهر لا اتضعضع

واذا المنیة انشبت اظفارها ... الفیت کل تمیمة لا تنفع

اور اُسی روز وفات پائی۔ وفات سے پہلے کہا کہ ایک روز رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے قمیص عطا فرمایا۔ تھا جسے میں نے بحفاظت رکھ چھوڑا ہے۔ ایک روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناخن مبارک تراشے تھے۔ انکا تراشہ بھی محفوظ رکھ چھوڑا ہے۔ تکفین کیوقت وہ قمیص مجھے پہنا دینا۔ اور تراشہ ناخن کو گھسکر میرے چہرہ دست و چشم کو لگا دینا۔ کہ اُن کی برکت سے خدا مجھپر رحم فرمائے۔ پھر حکم دیا کہ نصف مال بیت المال میں داخل کیا جائے اور نصف رہنے دیا جائے۔ دمشق میں ہی وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

صفات و اخلاق

خوشرو۔ ابیض البشرہ۔ باہیبت و وقار۔ ہنسی کے وقت لب زیریں اُلٹ جایا کرتا تھا۔ داڑھی کو خضاب کیا کرتے تھے۔ نہایت ذکی۔ معاملہ فہم۔ مدبر اور سیاسین میں نہایت مشہور تھے۔ چنانچہ ایکدفعہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ قیصر و کسرے کی دانائی و سیاست کا ذکر تو کیا کرتے ہو۔ مگر دیکھو کہ معاویہ اُن سے بھی بڑھ کر تمہارے میں موجود ہے۔ فراست صحیحہ ایسی تھی کہ آدمی کا چہرہ دیکھکر اُسکے خیالات کا پتا لگا لیتے۔ اور معاملہ کے شروع ہوتے ہی تہ کو پہنچ جاتے۔ چنانچہ ایکدفعہ ابوموسیٰ اشعری آئے اور "السلام علیک یا امین اللہ" کہکر بیٹھ گئے۔ امیر معاویہ نے "علیک السلام" پر ہی اختصار کیا جب وہ چلے گئے تو کہا شیخ اس ارادہ سے آیا تھا کہ میں اُسے کسیجگہ کا والی کر دوں۔ مگر ایسا کبھی نہ کرونگا۔ ایکدفعہ عمرو بن عاص نے انہیں کہا۔ کہ کیا مینے لوگوں کو آپکے بارہ میں درست نہیں کہا۔ کہا ہاں اسی لیئے آپ اس درجہ تک پہونچگئے ہیں۔

امیر معاویہ کے حالات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اُن کو ابتدا ہی سے حکومت حاصل کرنیکا شوق تھا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ مجھے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "اِن ولیت فاحسن"۔ اگر تو والی ہو جائے تو بھلائی کیجو۔ مجھے اُس وقت سے امید حکومت و امارت بندھ گئی تھی۔ رہی قابلیت حکومت۔ اسکا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ آجتک خلافت راشدہ انتخاب و شوریٰ پر منحصر تھی۔ لیکن اُنہوں نے اُسے اپنی نسل میں محدود کر دیا۔ گو جمہوریت و آزادی جاتی رہی۔ مگر اُنکا خیال تھا کہ اس طریق سے تمام جھگڑے دب جایا کرتے ہیں جو انتخاب میں پیدا ہونیوالی ضروری ہیں۔ علاوہ اسکے قیصران روم کے قانون سے اُنہوں نے یہی نتیجہ نکالا تھا۔

روزانہ کاروبار کی

نماز صبح کے بعد ایک شخص سے متقدمین کی تاریخی حالات سنا کرتے۔ طلوع آفتاب کے بعد ایک پارہ قرآنمجید کا پڑھتے۔ پھر محل میں جاکر ضروری احکام دیکر چار رکعت نماز پڑھتے۔ اور پھر اپنی نشستگاہ میں آکر وزرا و ارکان سلطنت سے ضروری کاروبار میں گفتگو کرتے۔ اسجگہ نہار شکنی کرتے۔ نہاری میں عموماً مرغ یا بھیڑی کا گوشت ہوا کرتا تھا۔ اسکے بعد باتیں کرکے محل میں چلے جاتے۔ اور وہاں سے نکلکر ایک غلام کو ساتھ لیکر مسجد میں چلے آتے اور دیوار مسجد کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ جاتے۔ اسوقت ہر ایک شخص سائل و فریادی و شاکی کے معروضات سنکر ضروری احکام دیتے۔ جب سب سے فارغ ہو جاتے تو اپنے کمرہ میں آکر تخت پر بیٹھ جاتے۔ اور تمام درباری درجہ وار بیٹھ جاتے۔ اسوقت کہا کرتے۔ کہ اے سرداران دربار تم اسلیئے سردار مانے جاتے ہو کہ دربار میں تمکو عزت حاصل ہے۔ اس عزت کا لازمہ یہ ہے کہ رعیت کے حالات اور معذور و مجبور لوگوں کی شکایات میرے پاس عرض کرتے رہو۔ چنانچہ اُسوقت جو معاملات پیش ہوتے اُن کے لیئے ضروری احکام صادر کرتے۔ اسکے بعد دوپہر کا کھانا منگوایا جاتا۔ کھانا کھاتے حکم تھا کہ اگر کوئی شخص عرضی پیش کرے۔ تو منشی عرضی لیکر سنانا شروع کرتا۔ اور سائل کو دسترخوان پر بٹھا لیا جاتا۔ عرضی پر حکم لکھا گیا۔ اُسکو اُٹھا کر دوسری سائل کو بلا لیتے۔ اسطرح بسا اوقات ۳۰۔۴۰ آدمی دسترخوان پر بیٹھتے اور اُٹھتے جاتے۔ کھانا کھانے کے بعد سب کو رخصت کرکے محل میں چلے جاتے۔ اور آذان ظہر سنکر باہر نکلتے۔ مسجد میں نماز پڑھ کر چار رکعت پھر اپنے مکان پر پڑھتے۔ اور خاص الخاص عہدہ داروں کو بلا لیتے۔ اور ضروری معاملات پر گفتگو جاری کر دیتے۔ اُسیوقت نقل منگوایا جاتا۔ موسم گرما ہوتا تو میوہائے تر۔ اور موسم سرما ہوتا تو میوہائے خشک۔ بانگ عصر سنکر اُٹھتے اور نماز پڑھتے ہی محل میں چلے جاتے۔ جب دھوپ زرد پڑ جاتی تب باہر نکلتے اور تخت پر بیٹھ جاتے۔ طعام شب منگوایا جاتا اور خاص وزراد کے سوا اور کوئی داخل نہ ہو سکتا۔ اذان مغرب کے ساتھ دسترخوان سے اُٹھکر مسجد میں چلے جاتے۔ نماز مغرب کے بعد چار رکعتیں اور پڑھتے۔ اور ہر ایک رکعت میں پچاس آیتوں کے قریب قیام کرتے۔ قرأت کبھی کبھی جہری ہوتی۔ اس سے فارغ ہو کر محل میں چلے جاتے اور اذان عشا سنکر باہر نکلتے۔ اور نماز کے بعد وزرا خاص سے گفتگو کیا کرتے۔ اور ملوک عرب و عجم کے حالات۔ لڑائیوں کے داؤ گھات۔ نظم و نسق کے متعلق مختلف تدابیر۔ کتب تواریخ سے سنا کرتے۔ اور انتخاب تیار کرا کر اپنے ملازمین کو بھی اُن کی یادداشت کا حکم دیتے۔ اور نصف شب کے قریب بستر راحت پر آرام کرتے

تواریخ کے علاوہ یونانی جنرلوں۔ اور دنیا کے مشہور فاتحوں کی سوانحعمری۔ اور تصنیفات کو بھی خاص دلچسپی کے ساتھ سنا کرتے تھے۔

ان کا قول تھا کہ میرا اپنی شان کو اس سے ارفع پاتا ہوں۔ کہ کوئی تصور میری عقل سے بڑھ کر ہو۔ یا کوئی حالت میرے حلم سے زیادہ۔ یا کوئی بدی بھی میرے احسان سے برتر۔ یا کوئی عیب میری عیب پوشی سے افزوں ہو۔

ایکدفعہ عبدالرحمن بن الحکم کو ان لفاظ میں نصیحت کی تھی بھتیجے میں دیکھتا ہوں۔ کہ تم شاعری کے شایق ہو۔ مگر غزل کبھی نہ لکھنا جس سے شریف عورتوں کو عار آئے۔ اور مدح و ہجو کی بھی مشق نہ کرنا ہجو میں انصافی ہے۔ اور بیہودہ مدح میں بیحیائی۔ ہاں اپنی قوم کے کارنامے نظم کیا کرو۔ اور ایسی امثال بیان کرو۔ جو تمہارے لیئے زینت اور غیر کے لیئے ادب کا کام دیں۔

ایکدفعہ عبداللہ بن صالح نے ان سے پوچھا کہ تم کو سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ کہا جو سب سے زیادہ میری محبت لوگوں میں پھیلاتا ہے۔

ہرکاروں کی ڈاک سب سے پہلے انہوں نے نکالی۔ اور لفافہ پر مہر کرنی کا طریق نکالا۔ اور مہر شاہی کے لیئے علٰحدہ عہدہ دار بنایا۔

راقم قاضی محمد سلیمان عفی عنہ

ریاست پٹیالہ

چند روز سے بعض اردو و انگریزی اخبارات میں سردار شمشیر سنگھ صاحب چیف سکرٹری ریاست پٹیالہ کی ذات خاص پر حملے ہو رہے ہیں۔ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ کام نہیں کر سکتا دفتر کا انبار رکھا پڑا ہے۔ کام وہ کرتا ہے۔ نام مہاراجہ صاحب کا کیا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں ان لوگوں کی من گھڑت ہیں۔ جنہوں نے عنان حکومت ناتہہ میں لی اور ریاست کو بدنام کیا۔ یا اب عنان حکومت لینے کے خواستگار ہیں۔ اصلیت صرف یہ ہے کہ پانچ چھ برس سردار ہرنام سنگھ صاحب چیف سکرٹری رہے۔ ایک کاغذ ان کے وقت میں نہیں نکلا۔ سردار شمشیر سنگھ صاحب نے جب سے کام سنبھالا تھا ہر چند سردار ہرنام سنگھ صاحب سے کاغذات پیش کرنے کو کہا گیا۔ کچھ اثر نہیں ہوا۔ مجبوراً حضور انور دام حشمتہم نے خود انکو چیف سکرٹری بنایا۔ سردار ہرنام سنگھ کو ماتحتی میں دیا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ کتنے انبار مثلوں کے جمع ہیں۔ جسپر حکم دلوایا کہ ایڈمنسٹریشن کمیٹی ان مثلات کو اپنی رائے سے پیش کرے۔ یہ سچ ہے کہ ہر ایک کاغذ اور ہر ایک مقدمہ بطور کچی پیشی کے پہلے سردار شمشیر سنگھ صاحب خود سنتے ہیں نوٹ مفصل کر لیتے ہیں۔ روز کی روز سر حضور انور دام حشمتہم سے مناسب حکم ہوتا ہے۔ اگر کسی کو باور نہ آئے آکر دیکھ لے۔ کہ احکام دستخطی مہاراجہ صاحب بہادر ہیں۔ یا سردار شیر سنگھ صاحب خود ہی دستخط کر کے احکام نافذ کرتے ہیں۔ ہاں معمولی اور عام احکام صاحب چیف سکرٹری اپنے دستخط سے جاری کرتے ہیں۔ وہ بھی بعد گذارش بحضور انور۔ سردار شمشیر سنگھ ایک انسان ہے جو چیف سکرٹری کا کام کرتا ہے۔ پرائیویٹ سکرٹری کا کام کرتا ہے۔ قانون بناتا ہے۔ ماتحتوں کی نگہداشت کرتا ہے۔ باایں ہمہ مخالفین اخبارات میں بمعیت گپیں ہنکوانے میں اپنی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے گورنمنٹ عالیہ پنجاب سے مخفی نہیں۔ اور جسکی کوشش سے ہو رہا ہے اس سے بھی ناواقفیت باقی نہیں رہی۔ لارپورٹ نکالنے میں ریاست پٹیالہ نے پہلے نظیر قایم کی ہے۔ اپنا دل و جگر نکالکر پبلک کے سامنے اسغرض سے پیش کر دیا ہے کہ اگر ہمسے کوئی غلطی رہ گئی ہو۔ تبلا دو ہم اصلاح کرینگے۔ عالمین پر گا حضور انور دام حشمتہم سے ایک فیصلہ بصیغہ نظر ثانی فیصل ہو کر پہلا فسوخ کیا گیا ہے۔ کیونکہ جدید ثبوت درحقیقت کافی تھی۔ غرکنکہ اصول انصاف مدنظر ہے نکہ ہٹ۔ اگر سردار شمشیر سنگھ صاحب نے بمقابلہ چند ہمسایگان اور مفلس اور نادار اشخاص کو اچھی اچھی مقدر

Chamberlains Pain Balm

چیمبرلینس پین بام۔ چیمبرلین صاحب کی دوائی دافعہ درد امریکہ میں بنائی ہوئی تمام دنیا میں ہر قسم کے درد کو نافع ہے۔ خصوصاً ہر قسم کے گلٹیہ گٹھراپن۔ موچ لنگڑاپن۔ اور درد کیلئے مفید ہے۔ زخم چوٹیں جلی ہوئی مقامات بھی اچھے ہو جاتے ہیں۔ درد سر۔ درد دندان۔ درد گوش کے لیئے نافع ہے۔ درد پہلو درد پشت کا بھی اچھا علاج ہے۔ قیمت بڑی بوتل دو روپیہ۔ چھوٹی بوتل ایک روپیہ

بھدواشیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی امرتسر سے ملسکتی ہے

اور بااختیار اہلکاروں کی رعایت نہیں کی اور عین انصاف مدنظر رکھا۔ تو اس سے انکی تعریف مستبط ہوتی ہے۔ بیچوار نقصان رسیدہ اشخاص اپنی موج تمول سے سردار شمشیر سنگھ صاحب کی نیکنامی پر پتھر نہیں مار سکتے۔ سردار شمشیر سنگھ صاحب نے مجموعہ تعزیرات پٹیالہ بنایا جو چھپ رہا ہے۔ ایکٹ اشخاص قانون پیشہ ریاست پٹیالہ بنا کر چھپوا دیا۔ وکلا کا انتخاب کیا۔ ان کو مناسب آزادی بخشی۔ رعایا کی فریادیں سننے کا معقول طریقہ نکالا۔ دس بارہ مسودہ ایکٹوں کو تیار کئے رکھے ہیں۔ چونکہ ستر حضور انور دام حشمتہم کار دبار شادی میں مصروف تھے۔ ملاحظہ نہیں فرما سکے۔ بعد ملاحظہ منظوری وہ بھی اسی سال میں یقین ہے کہ شایع ہو جائینگے۔ قحط کے امدادی کام اور مردمان بیگار کے لنگر وغیرہ کا نہایت معقول انتظام سردار شمشیر سنگھ صاحب کی توجہ اور لالہ بھگوانداس صاحب کا خاص انتظام تھا انتظامی کونسل میں مسٹر وارببرٹن صاحب کا شریک کرنا اور بمانحتی عالیجناب حضور کنور صاحب بہادر جناب آنریبل خلیفہ سید محمد حسین صاحب بالقابہ اور جناب سردار گوربچن سنگھ صاحب کا ممبر مقرر کرانا خاص انہی کی نیک مشورہ سے تھا۔ جج صاحبان چیف کورٹ میر تفضل حسین صاحب اور سردار بھگوان سنگھ صاحب اور لالہ بھگوانداس صاحبان کا تقرر رعایا کی خاص اطمینان کا موجب ہوا۔ غرضکہ جتنے کام صاحب چیف سکرٹری نے کئے بڑی دقت کی نگاہ سے دیکھ گئے صاحب ڈیون براہ نوازش اکیڈن کے لیئے پٹیالہ میں تشریف لائیں۔ اور تشریف آوری سے پیشتر اپنے اخبار میں اس ارادہ سے مطلع فرما دیں۔ میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہونے کو تیار ہوں وہ تمام ریاست کا دورہ کریں۔ اور اگر وہ ریاست کے حقیقی خیر خواہ ہیں تو انہیں ضرور ایسا کرنا چاہیئے۔ پھر معلوم ہو سکتا ہے کہ میں جھوٹا خوشامدی ہوں۔ یا صاحب ڈیون کے پاس غلط بیانیاں کیگئی ہیں۔

راقم نامہ نگار از پٹیالہ

وللناس من بابك رجاء

جناب ایڈیٹر صاحب۔ انبٹہ کے دینی مدرسہ کیلیے جناب نواب واجد علیخانصاحب رئیس بڈھانہ ضلع علیگڈھ دام اقبالہ نے ۵۰ ماہوار مقرر فرمائی ہیں۔ تمام خدام مدرسہ ہذا نواب صاحب ممدوح کی دینی و دنیوی ترقی کیلیے دعائے خیر میں جنہوں نے اپنے روغن اکرام سے اس دین کی بجھتی ہوئی چراغ کو روشن رکھنے کی تدبیر قایم فرمائی۔ خداوند تعالیٰ انکو ہر کام میں مدد اور برکت کرے آمین۔ ہمکو قوی امید ہے کہ جناب نواب عبدالصمد خانصاحب دام اجلالہ رئیس چھتاری اور جناب شیخ صادق علیصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر شکارپور ملک سندھ بھی اسطرف توجہ فرما کر مدرسہ کی وہ رقومات جو انکے خزانہ عامرہ سے متواتر مدرسہ میں موصول ہو کر امداد فرماتی تھیں۔ اور اب کچھ عرصہ سے تعویق میں ہیں بدستور جاری فرما کر اس چشمہ فیض کی اجرا میں مدد ہو کر اجر حاصل کریں۔ بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس دین کے پژمردہ چمن کو اپنی آبیاری عنایت سے سرسبز کرنے کی کوشش کرے۔ (الدال علی الخیر کفاعلہ ظہور الدین اہل شورای مدرسہ مذکور)

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ مزاج مبارک۔ میں اسوقت آپ کی خدمت میں ایک مختصر لیکن مفید تحریر ارسال کرتا ہوں۔ براہ مہربانی اپنے نادر اخبار میں شایع فرما کر مشکور فرما دیں۔ غلام نبی اہل بازار امرتسر۔

جناب سید عبدالعزیز صاحب مقیم پرنسس ٹون۔ ٹرینیڈاڈ۔ ویسٹ انڈیز سے اپنے ایک عنایت نامہ کے ضمن میں اقام فرماتے ہیں کہ ویسٹ انڈیز کی خبریہ میں ہندوستانی علاوہ دیگر تکالیف و مصائب قانون کی عدم واقفیت سے بہت تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اور یہ بھی انہوں نے ساتھ اسکے لکھا ہے کہ ہندوستان کے قانونی پیشہ اصحاب اگر بغرض پریکٹس تشریف لاویں۔ تو علاوہ قومی ہمدردی کے فائدہ کے خود بھی مالی فایدہ سے متمتع ہونگے۔ صاحب موصوف کی یہ نادر رائے بہت مفید اور قابل قدر ہے۔ لیکن اگر میں غلطی نہیں کرتا تو ہائی کورٹ اور چیف کورٹ کی پلیڈری ہندوستان وہاں نہیں جا سکتے کیونکہ عالمگیر وکالت کا حق بیرسٹروں کا ہے۔ یا شاید بیرسٹر ہونے بعد اپیل نویس و عرائض نویس بھی وہاں کسیقدر فائدہ حاصل کر سکیں۔ یہ بھی اطلاع رہے کہ مقام مذکور کی چٹھی ڈاک کبھی ایک ماہ بہ روز اور کبھی ایک ماہ پانچ دن میں پہونچتی ہے۔

مئوائمہ میں طاعونی انتظام

تین مہینے سے بوجہ طاعون ہم سب مکانوں سے نکالی ہوئی ہیں کوئی ہماری فریاد نہیں سنتا ہے۔ وکیل تو ہم سب کا وکیل ہے۔ ہماری مصیبت عادل حمل گورنمنٹ کو جو کہ انصاف پسند ہے سنا۔ اب ہم سب کتنے دن تک اپنے خون کو آفتاب کی تپش زمین دیمک سے جلائیں۔ ہم صرف دس روز کے لیے مکانوں سے علحدہ کیے گئے تھے۔ جسکو لگ بھگ تین مہینے سے زائد گذرے۔ ہمارے آباد ہونے کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی۔ کیا ہمارا قصبہ اسیطرح سے ہمیشہ کے لیے سونا رہیگا۔ ہم کیونکر دس فیٹ کی چھپر میں جسمیں کہ آگ لگجانے سے ہماری جان و مال دونوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ رہ سکتے ہیں۔ اور چھ دن دوپہر مکانوں میں گھسی ہوئی اطمینان سے اپنا کام کر رہی ہیں۔ قصبہ بالکل سونا پڑا ہے۔ چند سپاہی سنگین ہاتھ میں لیے باہر ٹہلتے ہوئے دکھلائی دیتے ہیں۔ یا وہ پرندان عالیشان مکانوں کے اوپر جنکے چھتوں میں بہت عرصہ سے اپنے گھونسلے (جو نجھ) بنا رکھے ہیں۔ جسکو کہ ایسے محل میں بھی نہیں چھوڑتے ہیں۔ اپنی پیدا کرنے والی کی دی ہوئی عمر اور اوسکی مصیبت پر شاکر و صابر رہ کر انگڑائیاں لیکر بڑی خوشی میں ادھر ادھر اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اس قصبہ کی اکثر پوری گانو جلا کر خاک سیاہ کر دی گئی اور صفائی کی یہ نوبت ہے کہ جہاں طاعون کا کوئی کیس بھی نہیں ہوا۔ وہاں کی دیواروں میں بھی بڑے بڑے روزن کر دیے گئے ہیں۔ اور جا بجا کھود لیگئی ہیں اور کھپریل اولٹ کر سامان بٹنی وبھوس وغیرہ سب جلا دیا جاتا ہے۔ اور اسکا کچھ معاوضہ نہیں ملتا ہے۔ ایسی بے اطمینانی کی حالت جبکہ بیٹھنے تک کی بھی جگہ نہیں ہے۔ رحم شاہانہ و مدد گورنمنٹ کے محتاج ہیں۔ مالگذاری کے تقاضے ایک نئی مصیبت ہے ابھی تک رقم ملتوی شدہ سنہ ۱۳ فصلی ہنوز ادا نہیں ہوئی کہ طاعون نے ہمکو کسی قابل کا نہیں رکھا۔ اگر ہم اپنے مکانوں سے علیحدہ نکئے جاتے تو سوائے موت کے جو کہ ہر شخص کو یقینی آویگی۔ اور کوئی پریشانی نہ اوٹھاتے وہ بڑی بری ساعت تھی جسوقت کہ ہمارے قصبہ کے رئیس شیخ ضیاء اللہ صاحب و شیخ ممتاز الدین صاحب نے اپنے آبائی مکان چھوڑ کر پرندوں کی مسکن جانوروں کی سرا (باغ) میں رہنا اختیار کیا تھا۔ طاعون خدا اسکو دنیا سے اڑا دی۔ کیسے کیسے رئیسوں کو گلی گلی پھرا رہا ہے۔ اور کتنی عورتوں کو رانڈ بچوں کو یتیم کتنوں کو بے گھر اکثروں کو بے سر کر دیا۔ یہی قوم جولاہا جو قصبہ کی ہر چہار طرف آباد ہے جو قبل غدر مینڈ روکی فوج تھی۔ اور اب رعایا کے لقب سے پکاری جاتی ہے۔ انکی پریشانی یتیم بچوں اور عورتوں کا کلیجہ پھاڑ پھاڑ کر رونا دیکھا نہیں جاتا ہے۔ ایخدا تو ہماری اس مصیبت کے دن کو کاٹ۔ آمین ثم آمین

راقم حزیدار سنہ ۱۹۰۷ء از قصبہ مئوائمہ ضلع الہ آباد۔

بنطق آدمی بہتر است از دواب۔ و دواب از توبہ گرنگوئی صواب

شعر مندرجہ عنوان سے ناظرین اتنا تو ضرور سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ہمارا مضمون نطق و بیان کے متعلق ہے۔ جسکی ضرورت اور فضیلت ہر زمانے کے علماء اور فضلا ثابت کرتے رہے۔ اسمیں شک نہیں کہ صرف جوہر نطق کی وجہ سے انسان تمام حیوانات سے ممتاز اور سربلند۔ کرامت اور شرافت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اور جیسی کہ عموماً ہر فرد بشر کیلیے اس مقصد اعلے کی ضرورت ہے۔ ایسی ہی طالبان علوم کیواسطے خصوصاً اسکی حاجت ہے۔ اسلاف کرام (خدا اوپر رحمت کا مینھ برساوے) جسطرح اور علوم کی تعلیم اہم خیال کرتے تھے۔ اسیطرح اس مطلب کو بھی جزو طالب علمی سمجھتے تھے۔ مگر افسوس رفتہ رفتہ تمام ترقیوں کے ساتھ تیغ زبان بھی مسلمانوں کے قبضے سے نکلگئی۔ اور کچھ ایسی معدوم ہوگئی کہ اب ہندوستان کے بڑے بڑے اسلامی عربی مدارس میں فیصدی چار آدمی بھی ایسے نہیں ملینگے جو شیوا بیانان عرب کیطرح فصاحت اور گویائی سمجھے جانے کے لائق ہوں۔ یا کم از کم اپنی بھی محفل میں بے تکان بیان کر سکتے ہوں۔ دریغا دریغا افسوس افسوس۔

آن سلف را خلف باشیم ننگ دودمان۔ وا دریغا اے سپہر و صد دریغا اے زمیں۔

لیکن جیسا کہ ہر کمالے را زوالے مشہور ہے ویسا ہی ہر زوالے را کمال بھی ضرور ہے چنانچہ اب وہ افسوسناک حالت بزرگان قوم و ستر گان ملت کو محسوس ہوگئی ہے۔ اور الحمد للہ اوسکے تدارک کے اسباب بھی کچھ کچھ مہیا کیے جا رہے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ تھوڑے دنوں سے ندوۃ العلما کی ہمہ دان فضلائے زمانے کی مزخرفات کو دیکھکر ایک عظیم الشان دار العلوم لکھنؤ میں قایم کر دیا۔ جسمیں ہر علم و فن کی علحدہ علحدہ معلم رکھے گئے ہیں۔ ہر پنجشنبہ کو مجلس مکالمہ ہوتی ہے۔ اوسمیں طلبا سے مناظرہ۔ مکالمہ۔ مخاطبہ کی مشق کرائی جاتی ہے۔ جسکا یہی فایدہ یہ ہوا کہ چند ہی دنوں میں متعلمین نے وہ بات پیدا کر لی ہے جو اور مدارس میں بعد فراغت بھی طلبہ کو نصیب نہیں ہوتی۔ طلبہ میں بفضلہ بلند حوصلگی۔ نام آوری۔ عالیخیالی۔ ابھی سے آچلی ہے۔ یہ انہی خیالات کا نتیجہ ہے کہ خود طلبہ نے اپنی اصلاح کے لیے ایک انجمن بنام انجمن تھذیب قایم کی ہے۔ جسمیں تحریری تقریری مضامین بیان ہوتے ہیں۔ اسکی کامیابی کیلیے غالباً اتنا کہدینا کافی ہوگا کہ یہ چند سطور جنکو آپ کے اخبار میں درج ہونیکا شرف حاصل ہے۔ اوسی انجمن کے ایک ممبر اور دار العلوم کی ابتدائی درجہ کے ایک متعلم کی قلم سے نکلے ہوئے ہیں خدا برکت دے اس قوم کے افراد میں جو عقل و ہمت و تدبیر و رائے سے اپنی گتھیوں کو آپ سلجھانے کی فکر میں ہے۔

(الواقم خادم الطلبہ ابو المحامد محمد خالد چین پوری پورنوی طالبعلم دار العلوم ندوۃ العلما گولہ گنج لکھنؤ ۱۳۲۵ھ)

نہایت افسوس ہے کہ ڈاکٹر عزیز محمد خانصاحب سینیر ہاسپٹل اسسٹنٹ متعینہ فوج گاندہ یقی چہاونی مردان ضلع پشاور و سکونت بلدہ جیلپور ۲۲ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کو بعمر ۲۵ سال عالم جوانی میں بمرض نمونیا دس روز بیمار رہ کر رہ گرائے عالم جاودانی ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم علاوہ ازاں کہ اپنے فن ڈاکٹری میں مسیح الزمان و مجمع الکمالات تھے۔ ایک سچے مسلمان۔ خیر خواہ قوم۔ مسافر نواز۔ دولت پر دہ خوش خلق متین شخص تھے جنکی وفات کے دن تمام افسران یورپین و عہدہ داران و سرداران و نیٹو و سپاہ مکان سے قبرستان تک انکے جنازہ کے ساتھ بادیدہ گریاں آہ و بکا کرتے ہوئے تشریف لیگئے۔ اور جبتک دفن نہوئے تب تک کھڑے افسوس سے دیکھتے رہے۔ خدا آپکو بہشت نصیب کرے۔ تاریخی قطعہ کا آخری شعر ارسال کرتا ہوں

پئے سال عباس یوسف بگفت ۱۳۲۵ھ بہشت بریں منزل روح او ۱۷

راقم مرزا عباس اپیل نویس از مردان ضلع پشاور

کیا مسلمانوں سے خوش معاملگی ہی جاتی رہی ہے

عرصہ تین ماہ سے زاید ہوتا ہے کہ میں نے دو جلد کتابیں ایک مسلمان تاجر کتب چوک بزار کانپور سے منگائیں انمیں سے ایک کتاب کے صفحے ۱۲۱ سے ۱۳۶ تک غایب تھے۔ جسکی طلبی کے لیے میں نے ایک کارڈ بروقت بھیجا جسکے جواب میں زیادہ توقف ہونیسے دوبارہ آدہ آنہ کی ٹکٹ بطلبی صفحہ مذکور ارسال کیا اب اسکے جواب میں جناب کتب فروش صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ بغیر وصول ہونے ۸ر قیمت صفحے مذکور ہرگز روانہ نہیں ہو سکتے مجھکو یہ جواب پڑھ کر نہایت افسوس ہوا کہ مسلمانوں میں کیوں ایسی عادت پھیلتی جاتی ہے کہ ادنے سی ادنے باتوں میں اپنی خفت ظاہر کرتے ہیں۔ حیف ایسی دیانت پر اگر ایسے حالات آئندہ بھی ہوا کرینگے تو کیسے

Bowel complaint in children

بادل کی پیلیٹ گرمی کے موسم میں بچوں کے پیٹ میں عموماً خرابی پیدا ہو جاتی ہے جسکا فوراً احتیاط سے علاج کرنا چاہیئے۔ اور جونہی کوئی خرابی دیکھائی دے چیمبرلین کی دوائی نومہ کالک کالرا اینڈ ڈارہیا پیلیٹ کا استعمال شروع کرنا چاہیے بچوں کو دانت نکالتے وقت مہال کی کم و بیش ضرور شکایت ہو جاتی ہے۔ جو مذکرہ صدر دوائی کے پلانے سے بالکل بند ہو جائینگے۔ مفصل ہدایات ہر بوتل کے ساتھ ملفوف ہیں قیمت فی بوتل دو روپیہ۔ ایکروڈیہ

ید دواخانہ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی امرتسر سے مل سکتی ہے

Chamberlains Bough & Remedy

کیا ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے نا؟ اب تم دو تین مختلف علاج کر چکے ہوگے اور فایدہ نہوئیسے کسیقدر مایوس ہوگئے ہوگے۔ اگر تم بلا مزید توقف دیگر ادویہ کی آزمایش کو ایک بوتل چیمبرلین کی کف ریمیڈی کی خرید لو تو ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ کھانسی کا عمدہ علاج ہے۔ اور گلے و پھیپھڑوں کو مضر بلغمی مولد سے صاف کرکے تمام گرانی اور اختناق کو فوراً دور کر دیتی ہے۔ ہم ذمہ لیتے ہیں کہ چیمبرلین کی ہر بوتل کھانسی کو فی الفور دور کرکے صحت بخشدیگی ہر سوداگر ادویہ دوا اور ایکروڈیہ فی بوتل ملسکتی ہے ۔ فیروز الدین سوداگر ادویات امرتسر

خریدار اعتماد کرینگے۔ لہذا عریضہ مندرجہ صدر ارسال کرکے امید کرتا ہوں کہ آپ بھی اسکی تائید میں نوٹس لینگے۔ والسلام۔ خاکسار سید محمد جواد حسین۔ چھپرہ۔

افسوس اور شرم

فرصت اکدم عہد طفلی میں نہ رونے سے ملی۔
پرورش پایا ہوں دامن سیلاب کا۔

جب فضیلت کی پگڑی بندھی تو سمجھ لیا کہ اب جو کچھ پڑھنا تھا پڑھ چکے اور جو کچھ سیکھنا تھا سیکھ چکے۔ لوگوں نے عالم فاضل بھی کہدیا اور مولوصاحبان نے جو اپنے زمانہ کے مجمع العلوم ہیں سند بھی عطا کی۔ مگر نہایت شرم اور افسوس کی بات ہے کہ انکی اس علم ذی انکے ساتھ اسقدر سلوک بھی تو نکیا کہ وہ متلاشی علم اور طالب واقفیت تو ہوتے اور اس شرم پر شرم یہ ہے کہ شرم دلانے سے شرمندہ نہیں ہوتے۔

کل میں نے ایک فاضل مضمون نگار کا مضمون پڑھا۔ اسکو پڑھتے ہی میں ایسا بیچین ہوا اور گھبرایا کہ کبھی ایسا نہ گھبرایا تھا میں اختصار کو مدنظر رکھکر برائے عبرت و شرم و برائے تلہف و تاسف چند اُن کتب کی فہرست لکھتا ہوں جنسے ہمارے وقت کے مولوی بالکل ناواقف ہیں۔ اگر ان مولویوں اور عالموں کے پاس روپیہ نہیں کہ انکو بہم پہونچا دیں تاکہ غیر زبانوں سے انکا ترجمہ کراکر سنیں تو کم سے کم شور غل تو مچائیں۔ اور ماتم تو بپا کریں۔ اور یورپ کی زبانوں کو تو سیکھنا شروع کریں۔

شور دیوانے ترے اتنے مچا سکتے ہیں — کہ ابھی چاہیں تو گردوں کو ہلا سکتے ہیں

ہارون الکندی۔ علی بن عباس۔ اسحاق بن سلیمان۔ ابن رشد کی برگزیدہ فلسفیانہ و طبی تصانیف جو لاطینی و فرانسیسی میں طبع ہوئیں۔ حسن کی تحقیقات در باب مرایا و مناظر عقدہ کی تحقیقات علم مثلث پر۔ محمد بن جبیر الباتی کی دریافت رفتار شمس کی نسبت۔ ابو القاسم کی طبی تصانیف۔ ابو الفرج جارج الملقب فاریالی۔ ابوبکر ابن طفیل کی تاریخی منطقی طبی و فلسفیانہ تحقیقات جنپر صدہا رسالے اور کتب لکھی گئیں۔ مقریزی و عبد اللطیف کی تاریخی تصانیف۔ تاریخ کبیر۔ ابو جعفر جریر طبری کی جسکی ہالنڈ میں ۱۲ جلدیں طبع ہوئیں یحییٰ نحوی کی کتب جو عربی زبان میں ترجمہ ہوئیں جو ارسطو و جالینوس کی طبی و فلسفیانہ و طبعی رسائل و کتب کا ترجمہ ہیں جنکی مختصر فہرست یہ ہے۔

تفسیر کتاب الحیات جالینوس۔ تفسیر الکون والفساد لارسطو۔ تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس۔ تفسیر کتاب النبض لجالینوس۔ تفسیر کتاب البحران لجالینوس۔ تفسیر کتاب العلل والاعراض لجالینوس۔ تفسیر کتاب العلل اعضاء الباطنیہ لجالینوس۔ تفسیر کتاب السماع الطبعی لارسطو۔ کتاب رد علے ارسطو۔ ایساغوجی۔ کفر خوذوس۔ اسطقن جالینوس۔ ثادیوسوس۔ اکیلاؤس۔ انفیلذوس۔ فلدیوس۔ ابن الہندی ماہران علوم نجوم۔ و علم ہیئت الاب و ہندسہ و فلسفہ طبعی و حکمت و ریاضی کی تصانیف۔

ہزارہا قدیم کتب جرمنی لندن۔ فرانس کے کتبخانوں میں محفوظ ہیں اور ہزارہا کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ ہزارہا علمی کتب ہندوستان میں ضایع ہو گئیں۔

اُن انگریزی و جرمنی و فرانسیسی کتب کے حالات لکھنے کو جو کہ پرانی کتابوں کا ترجمہ ہیں ایک بڑی مبسوط کتاب چاہیئے۔ اور نیز وہ انگریزی جرمنی و فرانسیسی تصانیف جو کہ بطور تحقیقات یورپ کے بڑے بڑے عالموں اور محقق فاضلوں نے لکھی ہیں۔ اگر درج کیجاویں اور محض انکی نام ہی لکھدی جاویں تو انکا شمار اسقدر ہے کہ ایک مبسوط کتاب ہو۔

البرامکہ

اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے جسمیں نہایت محنت و تحقیق سے خلیفہ ہارون الرشید عباس اور اوسکی نامور وزراء فضل و جعفر برمکی کی تفصیل سوانحعمری لکھی ہے عربی فارسی۔ تاریخ۔ ادب اور اخلاق کی مستند کتابوں سے یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے۔ علاوہ تفصیلی واقعات مذکورہ بالا ہیروز کے اسباب زوال برامکہ اور جعفر و عباس و ہمشیرہ خلیفہ ہارون الرشید کی شادی کے غلط واقعہ کی تحقیقات اس کتاب کے خاص موضوع ہے۔ کل کتاب تین حصوں پر ۲۷ جزو میں ختم ہوئی ہے۔ کاغذ درجہ اعلے تصویر جعفر برمکی مطلا جلد خوبصورت پایدار قیمت عہ ۸ المشتہر منیجر اخبار وکیل امرتسر

صدر اوتمس بازغہ۔ حمد اللہ۔ قاضی۔ مطول۔ مبتی۔ حماسہ۔ قانون نفسی بشرح اسباب تک پڑھ لینا اسجگہ فضیلت کا ختم ہو جاتا ہے۔ میں کسی مضمون میں ہندوستان کی علمی حالت کی اصلیت ظاہر کرونگا۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ مولوی مہدیعلی صاحب محسن الملک اور سرسید مرحوم اور مولوی چراغ علی صاحب نے بہت کچھ لکھا ہوا ہے۔ ہمارے میں سے مولوی محسن الملک رہ گئے ہیں۔ اچھے اچھے بزرگ خدا کو پیارے ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ والسلام خیر ختام۔ راقم خاکسار سید احمد حسین از گوالیار۔ لالہ کا بازار۔

مدرسہ امدادیہ دربھنگہ

حضرت فاضل ایڈیٹر اس مدرسہ میں ایک انجمن موسومہ امداد الطلبہ خاص طالبعلموں کی بغرض تہذیب اخلاق و مشاقی تحریر و تقریر کی قایم ہے کمیٹی سے کسی چیز پر ایک دو ہفتہ قبل مضمون لکھنے و تقریر کرنے کی رائے تجویز پاتی ہے اور طلبہ نماز جمعہ کے بعد وہ مضمون انجمن میں پڑھکر سناتے ہیں ہفتہ گذشتہ میں محبت پر مضمون لکھنے کی تجویز ہوئی تھی اس مضمون کو ارسال خدمت کرتا ہوں۔ سکرٹری انجمن امداد الطلبہ۔

محبت یہ ایک ایسا پیارا لفظ ہے کہ پیارا دل اسکی پیاری جگہ ہے چشم و گوش دست و پا جان و زبان اسکی شواہد ہیں اسلیئے کہ آنکھ اپنے محبوب کو بمقتضائے محبت بھلی نظر سے دیکھتی ہے عیبوں سے چشم پوشی کرکے مرونا کا خطاب پا رہی ہے۔ کان الگ پیاری پیاری باتوں کا مزا لے رہا ہے۔ سرد مہریوں اور بیوفائیوں کی حکایت سنکر کسی سے شکایت کرنا خلاف محبت سمجھتا ہے ؎ سنتا ہوں لیکن نہیں کہتا ہوں کسی سے ہاتھ اپنے محبوب کو فایدہ پہونچانے میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھتا ہے۔ مال و دولت کو اُسپر تصدق کرکے فیاضی کا لقب پا رہا ہے۔ پاؤں بھی وہی چال چل رہا ہے جسمیں اوسکی محبوب کی رضامندی مدنظر ہے۔ ؎ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ۔ بلاکشان محبت بسوئے یار روند ۔ جان الگ جانبازی دکھلا کر جان نثار و نیں نام لکھوا رہی ہے۔ زبان بھلی باتوں پر ثنا گوئی اور بُرائیوں کی اصلاح پر نصیحت کا دفتر کھولی ہوئی نیک نہادی کا سبق دے رہی ہے۔ کبھی کہتی ہے کہ پیارے جو کام کرو اُسے سوچ لو کہ ہم کیا کریں اور کیونکر کریں اور اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔ ؎ مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔ کبھی اچھی صحبت میں رہنے کی ترغیب دیکر یوں کہتی ہے کہ دیکھو اس عالم میں کوئی نیک ہے کوئی بد پس تمکو نیک صحبت میں رہ کر نیک چلن بننا چاہیئے ؎ صحبت صالح ترا صالح کند ۔ کسی موقعہ پر یہ نصیحت گوش گذار کر رہی ہے کہ علم کے ساتھ تحریر و تقریر میں کمال پیدا کرنا نہایت ضرور ہے۔ مان لیا کہ تم علم پڑھکر عالم متبحر ہو گئے مگر اپنی دلی مرادوں کو بہر اچھے لفظوں میں نہیں ادا کر سکتے تو یاد رکھو کہ ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے ؎ علم ہے کچھ اور شے اور نطق ہے کچھ اور چیز ۔ کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا ۔ کبھی استقلال مزاجی پر تقریر کرتے ہوئے یوں کہتی ہے کہ جس کام کو انسان کر سکتا ہے اوسکو تم بھی کر سکتے ہو اور ضرور کر سکوگے۔ مگر ہمت اور استقلال شرط ہے ؎ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔ وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا۔ کبھی خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیئے اپنی تقریر کے پہلو کو یوں بدلتی ہے کہ آپسمیں الفت محبت رکھو۔ قوم کی خوشی کو اپنی خوشی اور اوسکے رنج کو اپنا رنج سمجھو محبت اور ملنساری کو اپنا شیوہ بنا کر ہر دلعزیز بننے کی کوشش کرو دل آزاری کرکے ظالم اور مطعون خلایق مت بنو ؎ مباش در پے آزار ہر چہ خواہی کن ۔ کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست ۔ غرض جوش محبت ہے کہ ہر ایک اعضا اپنے محبوب کی ہواخواہی میں ہمہ تن مشغول ہیں دماغ یہی فکر ہے اسی کا ذکر ہے۔ اور کیوں ہو۔ درد دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو ۔ ورنہ طاعت کے لیئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں ۔ اب رہی یہ بات کہ محبت کیا چیز ہے اور کسے کہتے ہیں۔ محبت ایک اضافی ہے کہ جو کسی کسی بھلی بُری کیطرف نسبت کیجاتی ہے۔ کہا جاتا ہے دین و ایمان کی محبت دنیا کی سر و سامان کی محبت۔ پس جبکہ یہ ایک امر اضافی ٹھیری تو ہمکو ضرور ہوا کہ ایک ایسی چیز سے دل لگائیں جسکی بدولت ہم بھلی بُری محبت میں فرق نکالکر بُری کو چھوڑیں اور بھلی محبتوں پر عملدرآمد کرکے دنیا میں نیک نام اور آخرت میں بخیر انجام ہونے کی کوشش کریں۔ پس وہ محبت علم کی محبت ہے۔ اسلیئے کہ جب تمکو اُس سے محبت ہو گئی تو ضرور ہم اُسکو جی لگا کر حاصل کرینگے جاہل کے عوض عالم۔ فاضل۔ مقرر۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر کا قوم سے خطاب لینگے۔ ہمارے سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اسی علم کی محبت کی بدولت اپنی سرزمین کو علوم و فنون میں غیرت چین بنا کر خود علم و فضل کے اعلے ترین مکان میں مکین ہی نہیں۔ بلکہ مسند نشین ہیں ؎ موجد علم و ہنر صاحب ایجاد ہیں ۔ قومیں جتنی ہیں وہ شاگرد ہیں اُستاد ہیں وہ ۔ آج اونہیں کے نام لیوا بوجہ عدم محبت و اخلاص کے اسفل السافلین میں بوریا بستر پھیلائے ہوئے تقدیر کو رو رہے ہیں۔ ؎ دریاے چمن کی تخت پر جسدن شہ گل کا محل تھا ۔ ہزار بلبلیں تھیں چہچہی تھی شور تھا غل تھا۔ خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں ۔ بتاتا تھا عبث رو رو کے یاں غنچہ تھا یاں گل تھا ۔ محبت ایک ایسی اولوالعزم چیز ہے کہ دنیا کی سارے کاروبار کا دارومدار اسی پر ہے۔ اور یہ ایک ایسا دریا ہے

کہ جس سے ہزاروں لاکھوں ہنریں نکلکر اس خدائی باغ کو سرسبز و شاداب کر رہی ہیں۔ حضرت یہی محبت کا مادہ جبتک ہماری قوم کی رگ و پے میں مثل خون صالح کے جوش زن تہا۔ ہم ساری قوموں میں ممتاز و ہر ایک جماعت میں سرفراز تہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم میں وہ نہیں ہے۔ اسلیئے کچھہ نہیں ہے۔ (محمد یسین طالبعلم)

ہندوستان کی خبریں

ثابت کر دو سور نہیں ہو۔ بنگال ناردھ ویسٹرن ریلوے کا بابو رگھبنس چوہدری قوم برہمن ایک بڑا ٹھیکہ دار ہے۔ مسٹر ہارپر صاحب اسسٹنٹ انجینیر نے اوسکو گالی دی اور سور کہا۔ جوائنٹ مجسٹریٹ مظفرپور کی عدالت میں نالش کی اونہوں نے کہا کہ مدعی ثابت کرے کہ وہ "سور" کہلانے کی لایق نہیں ہے۔ کیونکر ثابت کرتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ خارج ہوا۔ مجسٹریٹ نے قرار دیا کہ اگر ہم ایسے خفیف معاملات میں بہت دست اندازی کریں تو مقدمات کی انتہا نہ ہے۔ ٹھیکہ دار نے ججی میں اپیل کی وہاں سے مجسٹریٹ کی خبر لیگئی۔ اور حکم ہوا کہ پھر تحقیقات کرو۔ شاید مسٹر ہارپر سے پانچ روپیہ جرمانہ ہو جائے۔ مگر ایسے مقدمات کی اوسوقت تک اصلاح نہوگی۔ جبتک ایسے تیز مزاج مجسٹریٹوں کی بھی خبر نہ لیجاویگی۔

حالات کانپور۔ کانپور میں اب ہر طرح سے اطمینان ہے۔ سانولداس کی گرفتاری اور دوکانوں کے بند ہونے کی خبریں شایع ہوئی تہیں۔ وہ بالکل غلط نکلیں۔ صرف چند بدمعاش گرفتار ہوئے ہیں۔ جن سے ضمانتیں لیگئی ہیں۔ پولس اسوقت مصروف تحقیقات ہے۔ اور اُن لوگوں کا پتہ چلانا چاہتی ہے جنہوں نے ملاعونی ہسپتال جلا دیئے تہے۔ زاید پولیس ہنوز موجود ہے۔ صاحب کلکٹر نے اعلان شایع کیا ہے کہ اکیہزار روپیہ اُس شخص کو انعام ملیگا جو طاعونی ہسپتالوں میں آگ لگانیوالوں کا پتہ دیگا۔

قابل تعریف خیرات جس کسی کو اونچا سنائی دیتا ہو یا کانوں میں شائیں شائیں اور سر میں جھنجھناہٹ سی رہتی ہو ایسے لوگوں کے لیئے حذاکی ایک بندہ ڈاکٹر نکلس نامی نے ڈہول کی شکل کا ایک چھوٹا سا آلہ اسماعت ایجاد کیا ہے جسے کان میں رکھنے سے اس قسم کی تمام شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ اور قوت سامعہ اپنی اصلی قوت سے کام دینے لگتی ہے۔ چونکہ ماوٹا غریب لوگ بوجہ گرانی قیمت اس آلہ سے مستفید نہیں ہو سکتے تہے۔ لہذا ایک مخیر لیڈی نے اس آلہ کو اپنے تجربہ سے مفید پاکر موجد کی کارخانہ کو ایکہزار پونڈ (قریبا ۱۵ ہزار روپیہ) اس غرض سے دیا ہے کہ اس قیمت میں جسقدر آلے ہو سکیں ناداروں اور کم استطاعت بہروں کو مفت دیئے جائیں۔ پس جنکو اس ایر ڈرم کی ضرورت ہو اور خریدنے کی مقدرت نہو وہ اس پتہ پر درخواستیں بھیجیں۔

The Nicholson Aural Institute
Longcott Gunnersbury London W.

وصیت سردار دیال سنگھ۔ سردار دیال سنگھ کی بیوہ کی درخواست کہ سردار صاحب کی وصیت خارج کیجائے۔ عدالت چیفکورٹ پنجاب سے نامنظور ہوئی۔ اور عدالت نے قرار دیا کہ بروبیٹ وصیت کارٹریشیوں کے حوالہ کیا جاوے۔ سردار نی صاحب دیوانی میں باضابطہ نمبری نالش کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

کلکتہ میں طاعون سے اموات میں اب کمی ہونے لگی۔ موجودہ اوسط روزانہ ۶۳ ہے۔

ساہوکار رتن رئیس ٹہاکردوارہ ضلع مرادآباد قابل تعریف ہیں کہ اپنے لڑکے کی شادی میں بجائے فضولخرچی کرنیکے ۲۳ سو روپیہ کی رقم ملک کے مختلف قیمخانوں دھرم شالوں کو دیا ہے۔ پانسو کی رقم ہندو کالج کے حصہ میں آئی ہے

یکشنبہ کی صبح کو اہل اسلام کیطرف سے ایک جلسہ مسلمانان شہر لکھنؤ کا مکان انجمن رفاہ عام میں گورنمنٹ کی رزولیوشن نسبت ہندی سے مخالفت ظاہر کرنے کو منعقد ہوا۔ قریب ہزار سے زیادہ شریک جلسہ ہوئے تجویز ہوئی کہ عرضداشت گورنمنٹ بنگالہ و نواب لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں بھیجی جائے۔

ایک قابل اعتراض قاعدہ کی ترمیم۔ آیندہ سے نینی تال جانے والے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے ساتھہ یکساں برتاؤ ہوگا۔ یعنی درجہ کے مسافروں کو سوا کسی کے ٹکٹ بغیر دیکھے جانیگے۔ ایک انگلو انڈین ممبر فرماتے ہیں کہ قواعد میں ترمیم محض لیڈیوں کی خاطر ہوئی کہ اونہوں نے ہم جج مچائی تہی کہ درزیوں نے نینی تال جانے سے انکار کر دیا تہا۔ خیر کسی کی خاطر ہو لیڈیوں کو درزیوں کی یا معزز ہندوستانیوں کی ہم خوش ہیں کہ گورنمنٹ نے ایک قابل اعتراض رزولیوشن منسوخ کر دیا ہے۔

ایک ایک آنہ بطور رشوت لینے کی جرم میں لچھمن سنگھ و فدا حسین کانسٹبلان پولیس بریلی کو ۳ ماہ کی سزا ہوئی

مرادآباد کا ایک اخبار شاکی ہے کہ عدالت جوائنٹ مجسٹریٹ سے ایک باشندہ رامپور پر ۲۵ روپیہ جرمانہ اس علت میں ہوا کہ وہ پان کہاکر کمرہ میں گیا تہا۔

سزا میں اضافہ کچھہ عرصہ ہوا ایک یورپین انجینیر نے ایک دیسی رہ گذر کو اس قصور پر کہ اُسنے سلام نکیا تہا اسقدر زدوکوب کیا تہا کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ عدالت نے اسکی واردات میں ملزم کو صرف ایکہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ مگر گورنمنٹ بنگال کی تحریک سے کلکتہ ہائی کورٹ نے نظر ثانی کر کے جرمانہ کے ساتھہ چار ماہ قید محض کی سزا بہی بڑہا دی ہے۔

مہاراجہ پٹیالہ کی شادی پچہلے ہفتہ رائے بریلی کے رئیس راسد یونسنگھ کی ہمشیرہ سے بڑی دھوم دھام کے ساتھہ ہوئی۔ ضلع کے یورپین افسروں کو پرتکلف دعوت دیگئی۔

کلکتہ سینٹ نے اس تجویز کو ۱۵ کے مقابل ۱۹ رایوں کے اختلاف سے نامنظور کیا کہ گورنمنٹ سے سزایافتہ سندیافتگان کی ڈگریاں واپس لیلینے کا اختیار حاصل کیا جائے۔ یورپین ممبر موید تہے۔ اور بنگالی ممبر اس تجویز کے مخالف۔

انجمن اسلامیہ لاہور صوبہ کی کئی دیگر انجمنوں اور محمڈن اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی سٹینڈنگ کمیٹی نے علیگڈہ سے پنجاب گورنمنٹ کو میموریل بہیجے ہیں کہ صوبہ کی تعلیمی کانفرنس کی اس تجویز کو کہ ایگلو ورنکلر مدارس سے فارسی کا مضمون خارج کیا جائے۔ منظور نفرمایا جاوے۔ انجمن اسلامیہ نے یہ بہی لکہا ہے کہ ۱۸۹۲ء میں بہی کانفرنس اس مضمون کا ایک رزولیوشن پاس کیا تہا۔ جسے گورنمنٹ نے منظور نہیں کیا تہا۔ گذشتہ آٹہہ برسوں میں کوئی ایسے نئے حالات ظہور میں نہیں آئے جنسے یہہ رزولیوشن اب کسیطرح قرین مصلحت سمجہا جاسکے۔

ہز ہائینس میر فیض محمد خانصاحب والی خیرپور سندہ نے قحط فنڈ میں پچاس ہزار روپیہ چندہ مرحمت فرمایا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے سابق رجسٹرار اور کلکتہ مدرسہ کے موجودہ پرنسپل مسٹر سٹین گورنمنٹ ہند کے حکم سے بودہ زمانہ کی قدیم عمارات اور آثار کی تفتیش و معاینہ کے لیئے چینی ترکستان اور تبت کی سرحد کو جانے والے ہیں۔ وہ کشمیر کے راستہ جائینگے۔ اور غالبا ایک برس اس کام میں صرف کرینگے۔

شمالی افریقہ کے مختلف فرنچ مقبوضات سے چند مہینے ہوئے جو تین مہیں جہیل چاڈ کیطرف روانہ ہوئی تہیں وہ منزل مقصود تک پہونچگئی ہیں۔

کینیڈا کی حکومت نے انگلشیہ گورنمنٹ کی ایما سے جاپانیوں کو صوبہ کولمبیا میں آباد ہونیکی اجازت دیدی ہے جب غیروں سے یہہ سلوک مرعی رکہا گیا ہے تو کیا ملکہ معظمہ کی ہندی رعایا کو نٹال وغیرہ انگریزی مقبوضات میں ویسی ہی مراعات دلوانا انگریزی گورنمنٹ کا اہم اور سب سے مقدم فرض نہ سمجہا جائیگا۔

انگلستان کی شاہی گارڈ فوج میں جو اڑہائی سو برس سے قایم ہے اب تک صرف انگریز اور سکاچ اقوام کے سپاہی داخل تہے۔ اب ایک آیرش دستہ بہی زیادہ ہوا ہے۔ اس سے بعض مدبرین کو خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس دستہ کو شاہی کی بجائے کیوں قیصری دستہ نہ بنا دیا جائے جسمیں ہندوستانی اور تمام انگریزی نوآبادیوں کے بہی چیدہ سپاہیوں اور افسروں کے چہوٹے چہوٹے دستے شامل ہوں۔ فرنچ قیصر نپولین سوم کی محافظ شاہی دستہ میں برابر الجزائری عرب شامل تہے سلاطین عثمانیہ کی محافظ شاہی یا اردل کا دستہ صدیوں سے سلطنت کی کل اقوام کے چیدہ سپاہیوں سے مرکب چلا آتا ہے۔ جسمیں ہر قوم کی دستار اور دی اونکی اپنی قومی پوشاک ہوتی ہے۔ نارروس کی باڈی گارڈ میں ایک دستہ فقط جرکس تاتاری اور کاسک مسلمانوں کا ہے۔ جو خدا آنہی خود اور زرہ بکتر پہنتے ہیں۔ مگر اس تجویز کی کامیابی کی بظاہر بہت کم امید ہے۔

اسلامی خبریں

طرابلس الغرب کے باشندوں نے حسب دستور یکم مارچ سے پھر سالانہ جنگی مشق وقواعد دو ماہ کے لیئے شروع کردی طرابلس میں چاندی اور کوئلہ اور تانبے کی جو کانیں دستیاب ہوئی ہیں اوں سے سلطنت کو معقول آمدنی ہونے کی امید ہے۔

مصری اخبارات کا بیان ہے کہ تمام ممالک روئے زمین میں دنیا کا اگر کسیکو بہشت کہا جاسکتا ہے تو وہ ایشیائے کوچک و شام ہیں۔

بابعالی نے مہاجرین کو دیگر مراعات کے علاوہ وطنیت کی سند کی فیس بھی معاف کردی ہے۔ صرف رجسٹروں میں نام درج کرنے کا معاوضہ فی کس ایک قرش لیا جائیگا۔ وطنیت کی سند کی فیس تخمیناً پچاس روپیہ ہے۔ صامسون کے باشندوں نے ہسپتال بنانے کے لیے اڑھائی لاکھ قرش چندہ جمع کیا ہے۔ سوا لاکھ قرش کی اور ضرورت ہے جو غالباً گورنمنٹ عطا کردیگی۔ طرابزون میں جو چوتھی اردو کی آمد و رفت بحری کا راستہ ہے پختہ گھاٹ اور لنگر گاہ بنانیکا حکم ہوا ہے۔ قسطنطنیہ کے کارخانہ مرمت جہازات میں دو نئی حوض بنائی جائینگے۔ کیونکہ اب تجارتی جہاز بکثرت مرمت کے لیئے یہیں بھیجے جاتے ہیں پچھلے دنوں ایک روسی جہاز کی مرمت کیگئی۔

بلاد فارس میں طاعون کی نمود ار ہوجانے پر ولایت بصرہ کے حکام کو اس بلا کو دخل کو روکنے کے لیئے لازمی تدابیر سے کام لینے کی سخت تاکید کیگئی ہے۔ ولایت بغداد کے باشندوں میں وعظ و نصیحت کرنے اور علم کا شوق پھیلانے کے لیئے دو عالم امتحان کے بعد کئی امیدواروں میں سے منتخب کیئے جاکر معقول مشاہرہ پر ولایت مذکورہ میں بھیجدیئے گئے ہیں۔ ایک خانقین کیطرف اور دوسرا ہیت کیطرف دورہ کریگا۔ غالباً اس کام کے لیئے اور بھی کئی علما منتخب کیئے جائینگے۔

بقرعید کے دن قسطنطنیہ اور تمام ولایات شاہانہ میں کل فوجکو جلا التمآب کیطرف سے پرتکلف دعوت دیگئی

ولایت تبلس (واقع کروستان) کی خانہ بدوش قبائل نے بطوع و رغبت فوجی خدمت دینا منظور کرلیا ہے۔

خدیو کی والدہ مکرمہ حسب معمول وسط مئی میں مصر سے قسطنطنیہ روانہ ہوجائینگی۔ خدیو نے آیندہ ترکی معدن ارکلی کو یلہ خریدے جانیکا حکم دیا ہے۔ کیونکہ وہ یورپین کویلہ سے سستا پڑیگا۔

حاجی بحیرہ روم کیطرف سے براہ سویز ۲۶۰۰ مصری حاجیوں کے علاوہ یکم اکتوبر سے ۳۱ مارچ تک ۵۹۲۸ حاجی حرمین کو گئے ازانجملہ عثمانی ۱۰۷۴۰۔ ایرانی ۸۲۶۔ انگریزی رعایا ۲۰۲۔ روسی رعایا ۳۶۹۔ فرنچ رعایا، ۶۔ آسٹرین رعایا ۲۸۔ پرتگالی رعایا ۲۔ ہالنڈی رعایا ۵۔ جرمن رعیت ایک۔

روسی ریلوے مطالبہ۔ ٹائمز کا بیان ہے کہ ایشیائے کوچک میں تعمیر ریلوے کے امتیازات کے متعلق روسی مطالبات کو قبول کرلینے کا جو اظہار بابعالی کیطرف سے ہوا ہے اُس سے روس خوش ہوگیا ہے۔" اس پیچدار عبارت سے بظاہر یہی مطلب نکل سکتا ہے کہ بابعالی نے روسی مطالبات کو مان لیا ہے۔ اور اوس تسلیم سے روس کو اطمینان ہوگیا ہے۔ لیکن جیسا کہ پہلے کئی دفعہ لکھا جاچکا ہے۔ کم از کم سلطان عبدالحمید کے عہد میں روس کو کسی ایسے اجارہ کے حصول کی ہرگز توقع نہ رکھنی چاہیئے۔

ایرانی خبروں کے ضمن میں پچھلے ہفتہ ایران کی کاسک فوج کی زیادتی کا ذکر کیا گیا تھا۔ اس فوج کو ایرانی کی بجائے زیادہ تر روسی فوج سمجھنا چاہیئے۔ ۱۸۹۶ء میں شاہ ناصرالدین کی شہادت پر اسی دستہ کی طفیل طہران میں امن قایم رہا تھا۔ اور اسی کی موجودگی کی وجہ سے کسیکو شاہ مظفرالدین کی تخت نشینی کی مزاحمت کرنیکی جرات نہیں ہوئی تھی۔ اوسوقت اسمیں ایک روسی کرنیل کے زیر کمان پانچ سو سوار اور ایک کوہی باتری تھی جو زار اسکندر سوم نے تحفتاً بھیجی تھی۔ ۱۸۹۹ء میں اسکی جمعیت تگنی کردیگئی۔ اسوقت اسمیں سوار دل دور توپخانہ کے علاوہ ۱۵۰۰ سو پیدل اور دو سو افسر ہیں۔ یہ دستہ باقی ایرانی فوج سے بالکل جدا اور مختلف اصول پر مرتب ہے۔ اسکے اتالیق روسی افسر ہیں جو روسی سفیر کے تابع فرمان ہیں اعلی کمانڈر ایکمدد روسی کرنیل ہے جو ایرانی فیلڈ مارشل کا رتبہ رکھتا ہے۔ اس دستہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ روپیل (۱۲ لاکھ روپیہ) ہے۔ باقی فوج کی تنخواہ تو برسوں بقایا میں رہتی ہے۔ لیکن اسکو باقاعدہ ماہ بماہ ملجاتی ہے۔

انگریزی افواج مقیمہ مصر کا اعلے افسر جنرل ٹالبٹ اطالین علاقہ حبش کے کمشنر سے علاقہ مذکور اور سوڈان کے تعلقات باہمی کے متعلقہ مسایل پر گفتگو کرنے کے لیئے مصوع گیا ہے۔

ریویو۔ ترجمان پارسی یعنی فارسی بول چال۔ یہ تحریک ملک میں کئی برسوں سے ہو رہی ہے کہ جو فارسی دیسی یا سرکاری مکاتب میں پڑھائی جاتی ہے۔ وہ اگرچہ طلبا کو اس زبان کی اساتذہ سلف کی تصنیفات اور فارسی کے کلاسیکل لٹریچر اور قدیم ادب سے مستفید ہونے کے تو قابل بنادیتی ہے لیکن مروجہ فارسی زبان کی سمجھنے یا بولنے میں جو آجکل بلاد فارس اور دیگر ممالک میں بولی اور لکھی جاتی ہے۔ اس سے طلبا کو کچھ مدد نہیں ملتی۔ اور وہ اُس سے تقریباً ویسے ہی ناواقف رہتے ہیں جیسے کہ فارسی کو بالکل نہ پڑھنے کی صورت میں۔ یہ وقت سیاحوں اور خاصکر گورنمنٹ کو بڑی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔ یہی احساس متذکرہ صدر تحریک کا باعث ہوا۔ مگر کسی مناسب درسی کتاب کے ملک میں موجود نہ ہونے تک کچھ اصلاح عمل میں نہ آسکی تھی۔ ایسی درسی کتاب کا تصنیف کرنا آسان امر نہ تھا۔ اسے صرف ایسا شخص انجام دیسکتا تھا جو مروجہ فارسی پر اہل زبان کیطرح قادر ہونے کے علاوہ اس ملک کی زبان پر بھی پوری دسترس رکھتا ہو تاکہ فارسی کی جدید الفاظ کا مطلب اردو میں واضح کرکے اونہیں عام فہم بنادے۔ خوش قسمتی سے ملک میں ایک ایسا فاضل موجود تھا۔ اور اوسنے اس کمی کو نہایت عمدگی کے ساتھ پورا کردیا ہے۔ یہ بزرگوار مولوی عبیداللہ صاحب بسمل امرتسری ہیں۔ جو سالہائے دراز تک معنت زبان مرزا حیرت مرحوم ایرانی مترجم تاریخ ملکم و پروفیسر بمبئی کالج کے شاگرد رشید اور ہمجلیس رہے۔ اور پھر کئی برس ممالک ایران کی سیاحی کی۔ صاحب ممدوح نے اس رسالہ میں جسکی تصنیف سے اونہوں نے بلاشبہ ملک اور گورنمنٹ کی قابل ستایش خدمت کی ہے۔ خورد و نوش۔ خرید و فروخت۔ داد و ستد۔ نشست و برخاست۔ سیر و شکار۔ الغرض تمام ضروریات معاشرت کے متعلق مکالمہ کے پیرایہ میں تمام جدید محاورات اور الفاظ درج کردیئے ہیں۔ اس کتاب سے انبار ملک کو ایرانی اخبارات اور فارس کی جدید تصنیفات کے مطالعہ میں بھی جنکی اکثر مقامات کا مطلب سمجھنا نہایت دشوار ہوا کرتا تھا بیشقدر مدد ملیگی۔ ملک کی تمام سربرآوردہ فضلا اس کتاب کی سودمندی اور فایدہ بخشی کے معترف ہیں۔ اور سبنے یہی رائے دی ہے کہ اسے نصاب تعلیم میں داخل کرنا چاہیئے۔ جس مشورہ پر کاربند ہونیسے غالباً کسی صوبہ کا سررشتہ تعلیم دریغ نہیں کریگا۔ اسی مولوی ممتاز علی صاحب مالک رفاہ عام پریس لاہور نے شایع کیا ہے۔ کاغذ و خط بھی بہت عمدہ ہے قیمت ۶ ر ہے۔

بغداد ریلوے کو مشترکہ اسلامی سرمایہ سے بنانیکی تجویز گو کچھ بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن اوسکی اشاعت اس لحاظ سے خالی از فایدہ نہیں رہی کہ اب مسلمانوں کو اس قسم کی تمنائیں ظاہر کرنے کی تو جرات ہوگئی ہے۔ اب یہ کیفیت نہیں رہ گئی کہ اس قسم کا اگر کسیکو خیال پیدا ہو تو وہ اس خوف سے کہ کہیں قوم اوسے دیوانہ یا سڑی سمجھے اوسکے اظہار سے رُکا رہے۔ قوموں کی ترقی و تنزل کی تاریخ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہی تمنائیں اور اظہارات آخر ایکوقت قوم کو ممتاز و مجتمع بنانیکا باعث ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ رفتہ رفتہ متواتر سماعت و ترغیب سے قوم میں عموماً ایسے کاموں کی تکمیل کی ہمت پیدا ہوجاتی ہے۔ اور وہ عملی کارروائی شروع کردیتی ہے جو ترقی و اتحاد کا ہمیشہ یقینی وسیلہ ثابت ہوتی ہے۔

اس قسم کی تجویز اب ایک ایرانی محب وطن نے پیش کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ روسی پیشقدمی کی روک تھام کے لیئے ہمیں لازم ہے کہ تبریز سے مشہد تک ایک ریلوے لاین قومی سرمایہ سے تیار کریں۔ ملک میں اس کام کے لیئے کافی روپیہ موجود ہے۔ اور اگر شاہ کجکلاہ سرپرستی کریں۔ تو لوگوں کو روپیہ لگانے سے عذر نہ ہوگا۔ مالی لحاظ سے بھی یہ لاین بہت مفید ہوگی۔ اور اسیطرح وہ ایران کو دوبارہ زندگی بخشنے والی ثابت ہوگی۔ روس اسوقت دس دن میں ماسکو سے ہرات تک فوج بھیج سکتا ہے۔ مگر ایران طہران سے خراسان تک چھ ماہ میں بھی فوج نہیں پہونچا سکتا۔ اگرچہ کل دنیا کے مسلمان اور ترک بغداد ریلوے نہیں بنا سکے۔ خدا کرے کہ ایرانی ہی کچھ کر دکھائیں اور دوسروں کے لیئے نظیر بنیں۔

روسی عمال عشق آباد میں تمام باشندوں پر سخت ظلم کر رہے ہیں۔ اونسی سال میں ایک ماہ فقط نان خشک کے معاوضہ میں حمالی و قلی گری کالیا جاتا ہے۔ اس سال روسی حکام نے کسی زایر کو اپنے علاقہ سے مشہد نہ آنے دیا۔

تازہ خبرین

محاربہ ٹرانسوال دنپر کے محاصرہ کے ٹوٹتے ہی انگریزی افواج کی فاتحانہ مستعدی کا دورہ پھر شروع ہوگیا۔ مختلف انگریزی ڈویزنوں نے پہلے تو اُس ربع دائرہ کو جو بلوم فونٹن تہابان چو اور دنپر کے درمیان ہے۔ غنیم سے خالی کرایا۔ بعض موقعوں پر غنیم انگریزی پیشقدمی پر خود بخود ہٹ گیا۔ اور بعض جگہہ اوسنے جمکر مقابلہ کیا۔ اور بڑی مشکل سے ہٹایا جاسکا۔ تہابان چو کی متصلہ پہاڑیوں میں اوسنے آخری وضع اختیار کی کیونکہ جبتک وہ اس موقعہ پر قابض رہتا انگریزی فوج شمال کو بجانب برانڈفورڈ و کرونسٹاڈ نہیں بڑہ سکتی تہی یا اوسکا بڑہنا خالی از خطر نہ تہا۔ چنانچہ اس موقعہ سے غنیم کی پسپائی کے ساتہہ ہی لارڈ رابرٹس کی فوج نے بلوم فونٹین سے شمال کیطرف پیشقدمی شروع کردی۔ اور

. . . . . اور یکم مئی کو اونکی فوج قصبہ برانڈفورڈ پر جو بلوم فونٹین سے چالیس میل بجانب شمال اگر کرونسٹاڈ سے اسی ایک میل بجانب جنوب ریلوے لاین پر ہے قبضہ کرلیا۔ اور اس سے ایکدن پہلے راستہ میں کچہہ بوئر فوج کو خاصی زک دی۔ مگر محض اس فتح و قبضہ کے لحاظ سے اس ہفتہ کی خبروں کو اطمینان بخش نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ اس سے اتبک تقریباً اوسیقدر علاقہ قبضہ میں آیا ہے جو فتح بلوم فونٹین کے وقت ایک دفعہ پہلے قبضہ میں رہ چکا ہے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مارچ کے آخری ہفتہ میں برانڈفورڈ کے ہی قریب لارڈ رابرٹس کے ایک دستہ نے بمقام کاری بویر طلیعہ فوج کو شکست دیکر پسپا کیا تہا۔ نہ جنگی لحاظ سے یہہ فتح چنداں وقیع ہے۔ بوئروں نے لارڈ رابرٹس کی مزاحمت کے لیے حقیقی انتظام جسجگہہ کر رکہا ہے۔ وہ برانڈفورڈ نہیں۔ بلکہ کرونسٹاڈ ہے۔ بایں ہمہ یہہ خبر کچہہ کم مسرت بخش نہیں اسلیے کہ ڈیڑہ ماہ سے زاید عرصہ کے بعد ہماری فوج نے پھر غنیم کے علاقہ میں آگے بڑہنا شروع کردیا ہے۔ اور اگر لہنے توقف سے امید پڑتی ہے کہ جسطرح لارڈ رابرٹس نے اولین توقف کے بعد اچانک حرکت کرکے دشمن پر متعدد نمایاں فتوحات عملی و شاطرانہ حاصل کی تہیں۔ باغلب وجوہ اونکی دوسری حرکت کا بہی یہی نتیجہ ہوگا۔ متذکرہ صدر فتح سے پیشتر کے واقعات کے متعلق خبریں تو اس ہفتہ میں بہت سی موصول ہوئیں۔ اور ہر ایک اچہی خاصی لمبی چوڑی تہی۔ لیکن مضمون ایسا مہمل و دقیق تہا کہ جو شخص محاربہ کی رفتار اور واقعات کو شروع سے بغور دیکہتے رہے ہیں، وہ بہی اونسے بمشکل کچہہ مطلب اخذ کرسکے۔ اس فتح کے دوش بدوش یہہ امر کچہہ کم تاسف بخش نہیں کہ ہماری ڈویزن جو متذکرہ صدر ربع دایرہ کی شکل کے علاقہ میں بوئروں کے مقابلہ کے لیے بہیجے گئے تہے۔ وہ غنیم کو صرف پسپا کرسکے۔ کسی جگہہ سے اونکی طاقت کو کمزور اور جمعیت کو پراگندہ نکرسکے۔ دشمن آکلیئر حسے بخیریت انگریزی دستوں کے قریب پہونچ جانے پر عقبی علاقوں کو کھسک گیا۔ کچہہ دنپر سے بجانب شرق لیڈی برانڈ کو گئے۔ اور کچہہ اپنے قلب کو جا ملنے کے لیے بجانب شمال۔ یہ کسی خبر سے مستنبط نہیں ہوتا کہ لیڈی برانڈ پر بہی پیشقدمی کی گئی ہے۔ اگر اوسطرف کے بوئروں کو اُنکے حال پر چہوڑ دیا گیا تو یہہ امر خطرہ سے خالی نہیں ہوگا۔ لارڈ رابرٹس جسقدر آگے بڑہتے جائینگے۔ اپنے اصل قاعدۃ الجیش یعنے ساحل سے دور ہوتے جائینگے۔ اور عقب میں اون کا خط موصلات لمبا ہوتا جائیگا۔ جسکو لیڈی برانڈ کے بوئر موقعہ ملنے پر خطرہ میں ڈال سکتے رہینگے۔

اس ہفتہ کمبرلی کیطرف بہی کسیقدر مستعدی سے کام لیا گیا ہے۔ مگر نٹال کیطرف بالکل سناٹا ہے۔ اور میفکنگ بدستور محصور ہے۔ جسکی کمک کے لیے اب کمبرلی میں بہی ایک دستہ تیار ہو رہا ہے۔ ادہر جنرل کیرنگٹن جو شمال یعنے رہوڈیسیا کیطرف سے کمک کو آئینگے۔ رہوڈیسیا میں پہونچگئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب زار کو یہہ خبر پہونچی کہ انگریزی فوج پرتگالی بندر بیرا کے راستہ رہوڈیسیا کو جا رہی ہے تو اوسنے سخت ناراضی ظاہر کی مگر بعد میں اُسکے عملی اظہار کی کوئی خبر نہ آنے سے قیاس ہوتا ہے کہ اوسے بعد میں معلوم ہوگیا ہوگا کہ انگلستان بروی معاہدات ایسا کرنے کا مجاز ہے۔ پرنس آف ویلز پر حملہ ہونے کے واقعہ سے جرمن اور انگریزی اخبارات میں پہر سخت کلامی تک نوبت پہونچگئی۔ اور جرمنی اخبارات نے انگلستان کے برخلاف مکرر پاجیانہ حملے کرنے شروع کردئے۔ مگر قیصر جرمنی کا دوستانہ انداز ان سب ہذیانات کی کافی تلافی کر رہا ہے۔ مغربی افریقہ کے علاقہ اشانٹی کی بغاوت کے متعلق کوئی اہم خبر اس ہفتہ نہیں آئی۔ البتہ یہہ متوحش خبر موصول ہوئی ہے کہ متصلہ انگریزی نوآبادی سیرالیون میں بہی بغاوت برپا ہوگئی ہے۔ ہندوستان سے کئی سو سائیس اور جنوبی افریقہ گئے ہیں۔ نیز بہشتی بہی۔ اس ہفتہ کی تار خبریں حسب ذیل ہیں۔

لندن ۲۵ اپریل

جنرل برابانٹ دنپر کے قریب پہونچگیا ہے۔ اور جنرل رابرٹ کی آملنے کا انتظار کر رہا ہے جو چند میل پیچہے ہے۔ ۲۴ کو بوئروں نے دونو جنیلوں کی پیشقدمی کی جان توڑ کر مزاحمت کی جسکی وجہ سے وہ زیادہ فاصلہ طے نکرسکے۔ جنرل رنڈل ابہی دنپر سے بہت دور ہے۔ جنرل کیرو اور جنرل فرنچ نے دریا ماڈر سے گذر کر اسطرف کے علاقہ کو بوئروں سے صاف کردیا۔ اور جنرل چرمسایڈ (ہشتم ڈویزن کا کمانڈر) ڈی ولس ڈارپ پر ۲۵ اپریل کو قابض ہوگیا۔ اس قبضہ سے بوئروں کے لیئے دنپر کا محاصرہ قایم رکہنا مشکل ہوگیا ہے۔ چنانچہ ایسدن خبر آگئی کہ بوئر ۲۴ کی رات کو دنپر کا محاصرہ اٹہا کر لیڈی برانڈ کو ہٹ گئے۔ اونکی جمعیت چار پانچ ہزار کے درمیان اندازہ کیگئی ہے کیا صرف اسقدر جمعیت کو محاصرہ سے دست بردار ہونے پر مجبور کرنے کے لیئے پانچ انگریزی ڈویزنوں سے کام لیا گیا؟ اور ڈی ولس کی قبضہ تک ایک افسر قتل اور دو افسر ۲۲ سپاہی زخمی ہوئے۔ انگریزی فوج نے کل بمقام وارنٹن (جو کمبرلی سے بجانب شمال ٹرانسوال فری سٹیٹ اور کمبرلی کی سرحد پر دریا وال کے کنارہ ہے) بوئر کیمپ پر وزنی توپوں سے گولہ باری کی۔ انگریزی فوج غالباً آگے بڑہنے کا قصد رکہتی ہے

لارڈ رابرٹس نے کیپ ٹون کے ایک ڈچ اخبار کی اشاعت اون اضلاع میں جہاں فوجی قانون نافذ ہے روک دی ہے۔ بلوم فونٹین کے واٹر ورکس کو بوئروں نے کیوں بڑا نقصان نہیں پہونچایا۔ صرف انجنوں کے کچہہ پرزے نکال دئے۔ میفکنگ میں وسط مئی تک کے لیئے بشرطیکہ دن میں صرف ایک مرتبہ راشن تقسیم ہو سامان ورسد موجود ہے۔

روس و چین میں ۱۴ ماہ حال کو معاہدہ ہوا جسکے رو سے روس کو پیکن تک ریل بنانیکا اجارہ دیا گیا ہے۔

لندن ۲۶ اپریل۔ ملکہ معظمہ آیرلینڈ کو روانہ ہوئیں۔ دنپر سے جو بوئر واپس ہٹے ہیں۔ اونکو راستہ میں پکڑ لینے کی بظاہر کوئی امید نہیں۔ بوئر تسلیم کرتے ہیں کہ ڈی ولس اور دنپر اونکے بہت گولہ بارود ضایع ہوئے۔ پری ٹوریا میں منگل کی رات کو بارود کے اُڑنے سے ایک سلحخانہ منہدم ہوگیا۔ دس آدمی قتل اور ۳۲ زخمی ہوئے جنمیں سے اکثر فرانسیسی اور اطالین تہے۔ اعلے افسر جو جرمن تہا زخمی ہوا۔ وارنٹن کی گولہ باری سے دشمن اپنی جگہ چہوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ دنپر کے محصورین میں کل ۳۳ قتل اور ۱۳۲ مجروح ہوئے۔ کل جمعیت چہ سو کے قریب تہی۔ جنرل رنڈل ۲۵ کو ڈی ولس پہونچے (۲۷ اپریل) جنرل فرنچ اور کیرو کی فوجکا کچہہ حصہ ۲۶ کو تہابان چو کی طرف بڑہا (یہہ کل معرکہ آرائیاں اور نقل و حرکت اوس علاقہ میں ہو رہی ہیں جو بوٹولینڈ اور فری سٹیٹ کے صدر مقام بلوم فونٹین کے درمیان ہے۔ وکیل)

لندن ۲۷ اپریل۔ ملکہ معظمہ نے ڈبلن سے روانہ ہونیسے پیشتر آیرش قوم کیطرف الوداعی پیغام بہیجکر اونکی خاطر و مدارات اور پرجوش استقبال و خوش آمدید پر دلی مسرت کا اظہار فرمایا۔ اور لکہا کہ وہ اس سیاحت سے بہت خوش واپس تشریف لیجاتی ہیں۔ حضور ممدوحہ نے ڈبلن کے غربا کے لیئے ۱۵ ہزار روپیہ عطا فرمایا۔

ایضاً جنرل ہنٹر کے ڈویزن کی افواج قاعدۃ الجیش سے آکر کمبرلی میں جمع ہو رہی ہیں۔ لارڈ میتھوان ابہی تک بوشوف میں ہے۔ جہاں غنیم بہی اوسکی پیشقدمی کی مزاحمت کے لیئے موجود ہے۔ بوئر بوشوف اور کمبرلی کے وسط راہ میں دیکہے گئے ہیں۔ لارڈ رابرٹس کی مراسلات پر پارلیمنٹ میں (جسکا اجلاس پندرہ دن کی تعطیل کی بعد ۲۶ اپریل سے پہر شروع ہوگیا ہے۔ وکیل) بحث مباحثہ ہو رہا ہے۔ جنرل فرنچ سوار فوج لیکر ۲۷ کی صبح کو تہابان چو پہونچے اور دو انگریزی بریگیڈوں کو جا ملے۔ بوئر تاحال شہر کے مشرقی راستہ پر قابض ہیں۔ جہاں سے اونکو نکالنے کی کوشش جاری ہے۔ جنرل رنڈل کا ڈویزن (جو مع دیگر چند ڈویزنوں کے دنپر کی کمک کو گیا تہا) ۲۶ کی شام کو تہابان چو سے ۸ میل جنوب میں تہا۔ ۲۵ کو بتہولی کے قریب ایک انگریزی پٹرول کا غنیم کے ایک دستہ سے مقابلہ ہوا جسمیں ہمارا ایک سوار قتل اور تین اسیر ہوئے۔ جنرل رنڈل ۲۵ کو

ڈی ویٹس ڈارپ سی بوئیروں کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جنرل ڈمسائڈ تمام امن کے لیے شہر میں رہے مگر امید نہیں کہ ہماری فوج بوئر دستوں کو جو بھاگے جا رہے ہیں کچھ نقصان پہونچا سکیگی۔ وہ پیر سے جو بوئر تہابان چو کیطرف ہٹے تھے۔ ہمارے تعاقب کنندہ سوار فوج نے اونکو بمقام تہابان چو پایا۔ اور اب اوپر حملہ ہو رہا ہے۔ جسکا نتیجہ شاید بہت اچھا نکلے۔

ایضاً شمالی امریکہ کے انگریزی مقبوضہ کنیڈا کے صدر مقام اوٹو وا آتشزدگی کے حادثہ عظیم سے ۲۶ اپریل کو دو ہزار سے زیادہ مکان اور کئی کارخانہ جلگئے۔ دو ہزار خاندان بے خانماں ہوگئے۔ جانیں صرف ۳ ضایع ہوئیں مگر مالی نقصان تین کروڑ روپیہ سے زاید کا ہوا۔ لندن میں مصیبت زدگان کے لیئے فہرست چندہ کھولی گئی ہے۔ (اوٹوا کی آبادی ستر ہزار ہے۔ وکیل۔)

لندن ۲۸ اپریل مغربی افریقہ کی انگریزی مقبوضہ سیرالیون میں ایک دیسی قبیلہ نے سخت بغاوت برپا کی ہے فوج موقعہ فساد کو بھیجی گئی ہے۔ (میدان جنگ) ابھی تک کئی بوئر دستے جنکی جمعیت ایک ہزار سپاہ اور پانچ توپوں کی ہے ابھی تک علیوال سے بجانب شمال اور وہیں سے بجانب جنوب مغرب (یعنے لارڈ رابرٹس کے خطی خط مواصلت کے قریب کیپ کولونی کی سرحد پر) موجود ہیں۔ ۲۴ کو ٹرانسوال میں میگزین آرٹنیکا جو حادثہ ہوا تہا وہ پری ٹوریا میں نہیں۔ بلکہ جوہانزبرگ کے ایک انگریزی کارخانہ دار کے کارخانہ میں ہوا تہا۔ تیس آدمی ہلاک ۵۴ زخمی ہوئے۔ گولوں کے ٹکڑے ایک ایک میل تک اڑکر پہونچے۔ ٹرانسوالیوں کو یقین ہے کہ یہ سازش کا نتیجہ تہا۔ ایک متصلہ خالی مکان سے بذریعہ تار برقی رو پہونچائی گئی تہی۔ کئی انگریز مع مالک کارخانہ پکڑے گئے ہیں۔ اور تمام باقی ماندہ انگریز باشندوں کو ۴۸ گھنٹوں کے اندر نکل جانیکا حکم دیا گیا ہے۔

بوتہا جدید بوئر سپہ سالار ۲۴ کو ڈی ویٹس پہونچا تہا اوسنے آتے ہی صورت حال کا اندازہ کرکے کل بوئر فوجکو شمال کیطرف ہٹ جانیکا حکم دیدیا۔ دوسرے دن تعاقب کے وقت کچھ بوئر فوج سے انگریزی سواروں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ مگر بے نتیجہ رہی۔ بوٹو قوم اپنی سرحد پر ہوشیار کہڑی ہے کہ بوئروں کو اوسکے قریب نہ پہٹکنے دے۔ ۲۵ کو کچھ بوئر دریا ماڈکو بلوم فونٹن سے بجانب جنوب مغرب عبور کرکے ڈی ویٹس کیطرف دو انگریزی دو ستوں کے درمیان جا ڈٹے۔ لارڈ رابرٹس نے غارتگری کو روکنے کے لیئے جابجا فوجی چوکیاں بٹھا دی ہیں۔ جنرل کچنر فری سٹیٹ کے بدعہدوں کی سرکوبی میں مصروف ہیں۔ جنرل ہنٹر کبری کی لگی دستہ تیار کر رہے ہیں۔ شمال فوج سے جنرل ہارٹ کا بریگیڈ سربمہر احکام لیکر ڈربن سے جہازوں پر سوار ہوا ہے۔ اب تک ۷ ہزار گھوڑے اور ۷ ہزار خچر میدان جنگ کو بھیجے گئے ہیں۔ ساڑہے ۷ ہزار گھوڑے دو ہزار خچر عنقریب روانہ ہونیوالے ہیں اسیقدر گھوڑے اور خچر اور خریدنے کا حکم ہوا ہے۔

ایضاً آسٹریلیا کی نوآبادی متعدد صوبوں میں جنکا ایک دوسرے سے پولیٹکل تعلق نہیں ہے منقسم ہے۔ اونکو ایک متفقہ پارلیمنٹ اور حکومت کے ماتحت متحد کرنے کی کوشش چند برسوں سے جاری ہے۔ ان صوبو کی حکومتوں نے اب یہ شرط پیش کی ہے کہ ہماری ہاں کا کوئی مقدمہ اپیل میں پریوی کونسل لندن کے سامنے پیش نہ ہوا کرے۔ آسٹریلیا کے ہائیکورٹ کا فیصلہ ناطق ہو۔ یہ شرط حقوق شاہی کے نقیض سمجھی گئی ہے۔ ادہر انگریزی گورنمنٹ اس شرط کو نہیں مان سکتی۔ ادہر آسٹریلین وزرا اسے ضروری بتاتے ہیں۔

۲۹ اپریل جنگی ضروریات کے لحاظ سے کیپ کولونی کے تمام ہسپتالوں کو فوجیوں کے لیئے مختص کر دینے جانیکا حکم صادر ہوا ہے۔ خبر ہے کہ تہابان چو جاتے ہوئے جنرل ہملٹن نے راستہ میں بوئروں کے ایک معقول دستہ کو شکست دی۔ تہابان چو کے قرب و جوار سے بوئر ایک ایک دو دو ہو کر گہروں کو واپس جا رہے ہیں۔ کئی بدعہدوں نے گرفتاری پر عذر کیا کہ وہ لڑنے پر مجبور کئے گئے تہے۔ کئی ایسے خط پکڑے گئے ہیں جنسے ثابت ہوا ہے کہ اکثر فری سٹیٹی محض دہوکہ دینے کے لیئے تابع ہوئے تہے۔ تاکہ عقب میں مشکلات پیدا کریں۔ ایسے لوگوں سے اگر میگزین رائفلین اور کارتوس نہ حوالہ کیئے تو قید کرکے کیپ ٹون بہیجدیے جائینگے۔ جنرل کچنر ایسے فری سٹیٹی کاشتکاروں کے مویشی اور گہوڑے ضبط کر رہے ہیں جو گہروں سے غیر حاضر ہیں۔ یہ تدبیر بہت موثر ثابت ہوئی ہے۔ گہوڑے ضبط ہو جانے سے ان لوگوں کے کاروبار ہی بند نہیں ہو جاتے۔ بلکہ وہ میدان جنگ میں جانے کی بھی قابل نہیں رہ جاتے۔ بوئر سفارت کے ممبر یورپ کے کسی اور دارالخلافہ میں جانیکا ارادہ ترک کرکے ۳ رمئی کو امریکہ کیطرف روانہ ہو جائینگے۔

نمائشگاہ پیرس میں ایک پل کے بیٹہہ جانے سے ۷ آدمی ہلاک ۳۴ زخمی اور ایک اور عمارت گر جانے سے کئی جانیں ضایع ہوئیں۔

لندن ۳۰ اپریل۔ بوئروں کے تعاقب سے سوار فوج بلوم فونٹین واپس آ رہی ہے۔ بوئروں نے بمقام وارنٹن اوس موقعہ پر پہر قبضہ کر لیا ہے جہاں سے وہ ۲۴ گولوں کی بوچہاڑ سے نکالے گئے تہے۔ اور وہاں سے باشندگان شہر پر گولیاں چلاتے رہتے ہیں۔ بوئروں نے ۱۱ اپریل کو میفکنگ کے محاصرہ کے چہاہ پوری ہونے پر خوشی کا جلسہ کیا۔ اور شہر پر سخت گولہ باری کی جس سے مالی نقصان بہت ہوا۔ جان کوئی ضایع نہ ہوئی۔ کیپ کولونی کے شمال مغربی علاقہ کے باغی اضلاع میں امن قایم ہو جاتا ہے۔ انگریز جرنیل اسلحہ کے علاوہ گہوڑے بہی ضبط کر رہے ہیں ۲۹ کو جنرل فرنچ نے تہابان چو کی شرقی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر قابض ہیں گرد آوری کی۔ ہندوستان سے جسقدر جانور یا سامان میدان جنگ کو گیا ہے یا جائیگا۔ اوسکی قیمت خزانہ انگلستان ادا کریگا۔ (یکم مئی) شب گذشتہ ایک ضیافت میں شہزادہ ویلز۔ لارڈ سالسبری۔ مسٹر چیمبرلین۔ ڈیوک آف یارک اور ڈیوک آف کنبرج نے انگریزی نوآبادیوں کی حب الوطنی اور اخلاص و خدمات کی بڑی تعریف کی اور آسٹریلیا کے عنقریب اتحاد کی توقع ظاہر کی۔ ۳۰ اپریل کو انگریزی فوج نے تہابان چو کے قریب بوئروں کا ایک قافلہ پکڑ لیا۔ آج غنیم سے توپی لڑائی ہوئی ۲۹ کو بوئروں نے ایک انگریزی قافلہ کو لوٹنے کی جان توڑ کوشش کی۔ بوئروں کے نوید تقریباً ناقابل تسخیر ہیں۔ جنرل ہملٹن تہابان چو سے شمال کیطرف روانہ ہو گیا ہے۔ راستہ میں بوئروں نے اوسکی سخت مزاحمت کی۔ اسپر اوسے کمک بہیجدیگئی۔ کل کی لڑائی میں جنرل ممدوح کے تیس آدمی ضایع ہوئے۔ بوئروں کی ایک معقول جمعیت نے کمبرلی کے شمال میں نمودار ہو کر کئی وفادار باشندوں کو پکڑ لیا۔ میفکنگ کے محصورین نے لارڈ رابرٹس کی درخواست کا جواب دیا ہے کہ وہ بڑی خوشی سے اور ایک ماہ تک کا انتظار کر سکینگے۔

لندن ۲ رمئی۔ بوشوف کے قریب چار سو باغیوں نے ایک انگریزی چوکی پر ناکام حملہ کیا۔ میفکنگ کے گرداگرد تین ہزار بوئر موجود ہیں۔ جنرل رابرٹس کے مراسلے شایع ہونے پر جنرل بلر نے استعفا پیش کیا تہا۔ مگر لارڈ رابرٹس نے اوسے منظور نکیا۔ جنرل ہنٹر کے ہمراہ غالباً لارڈ متھوان بہی میفکنگ کی کمک کو جائے ایک لچیں اخبار کا بیان ہے کہ جب انگریزی فوجیں پریٹوریا کا محاصرہ کرلینگے تو ٹرانسوالی حکومت اپنا ہیڈکوارٹر قصبہ لیڈن برگ کو (جو پری ٹوریا سے بجانب شمال مشرق تقریباً اڑہائی سو میل اور پرتگالی سرحد سے ڈیڑہ سو میل دکیل) منتقل کردیگی۔ جنرل کیرنگٹن ۳ اپریل کو بیرا پہونچے۔ پرتگالی حکام نے بڑی تپاک سے آؤ بہگت کی۔ ڈاکٹر کورنا نے جو میدان جنگ سے ولایت واپس گیا ہے۔ بیان کیا کہ کولنسو کے معرکہ ۱۵ دسمبر میں ہماری ۱۴۱ قتل و زخمی ہوئے تہے۔ اور بوئروں کے صرف پانچ قتل اور ۲۵ زخمی۔ ماسرگولی کے زخمی ۹۶ فیصدی صحتیاب ہو جاتے ہیں انکے ایک رفیق ڈاکٹر نے شوقین تیماردار عورتوں کی موجودگی میدان جنگ میں سخت ہرج پہونچانے والی ظاہر کی۔

شہنشاہ جاپان نے اپنے ملک کے بندرگاہی میں تیس جاپانی جنگی جہازوں کا جائزہ لیا۔

پورٹ سعید میں طاعون نمودار ہو گئی ہے۔ (مدینہ منورہ کے بندر ینبوع میں بہی طاعون کے چار کیس شروع اپریل میں ہوئی اٹلی کے شہر نیپلز میں بوئر سفارت کے اعلے ممبر مسٹر فشر اور ایک اخبار نویس میں حسب ذیل گفتگو شروع اپریل میں ہوئی۔ (اخبار نویس) تو بوئر آزادی کے لیئے لڑتے رہنے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں (فشر) بالکل۔ (اخبار نویس) تو کیا آزادی کے باضابطہ اعتراف کے سوا کسی اور شرط پر صلح ناممکن ہے۔ (فشر) قطعاً (اخبار نویس) دول یورپ پر یہی فیصلہ ظاہر کرنے کے لیئے تمہاری سفارت آئی ہے۔ (فشر) ہاں ہم انسے یہ درخواست کرنے آئے ہیں کہ وہ ثالث بنکر اس شرط پر صلح کرادیں (اخبار نویس) کیا تمہیں اس مدعا میں کامیابی کی امید ہے؟ (فشر) بہت کم۔ (اخبار نویس) تو پہر کیا کروگے؟ (فشر) ہم تہوڑا سا وقفہ ملجانیکی کوشش کرینگے۔ (اخبار نویس) اگر یہ بہی نہ ملسکے تو؟ (فشر) لڑائی اور زیادہ سختی و شدت کے ساتھ جاری رہیگی۔ بوئر جبتک جان ہو لڑتے رہینگے۔ جنرل بوتہا عنقریب سخت خوفناک متفرق لڑائی شروع کرنے والا ہے۔ تم یقین رکہو کہ انگلستان بالآخر ہزیمت اٹہائیگا۔ سر ولیم ہارکورٹ ممبر پارلیمنٹ نے شروع اپریل میں ٹرانسوال کے علاقہ

روزبازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چہپا۔

طیار فرمودہ مولوی فاضل حکیم غلام مصطفےٰ ایم او ایل رئیس بدیۃ الحکماء اطباء یونانی پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور

مصطفائی دواخانہ شفا لاہور کی مجرب مشہور عالم ادویات

الماده

فیروزی

نبوض اکبر

دوائی خارش

حب کھانسی خشک و تر

حب بواسیر ہاوی خونی

سفوف حیران کلیکس

حب آشوب قیمت

حب قبض کشا

سفوف سلطان الرحم

حکیم فیروز الدین پروپرائٹر شفاخانہ مصطفائی اکبری دروازہ لاہور

محصول ڈاک علیحدہ

طبی مشورہ مفت

علاج

یونانی و ویدک

قیمت

EMPRESS PILLS

امپرس پلس

جو بذریعہ مشین جڑی بوٹیوں سے تیار کیجاتی ہیں

مصدقہ ذیل میں بیماریں کیواسطے بیحد مفید ہیں علاج مصدقہ جناب سرجن میجر ایل ٹی ینگ۔ ایم ڈی سابق کیمیکل ایگزامینر گورنمنٹ پنجاب و ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ سرجیز و ہاسپٹل اسسٹنٹس و اطبائے یونانی و صدہا عوام الناس صاحب یہی فرماتے ہیں کہ عمدہ چیز ہے۔ پنجاب و مغربی شمالی کے کل بازاروں میں سوداگروں و میڈیکل ایجنٹوں کی معرفت ملتی ہے انشاء اللہ جلد تمام ہندوستان و غیر ملکوں میں بھی ملیگی نام بیماریوں کے یہ ہیں نمبر ۱ دردِ عضلی۔ ۲ دردِ شکم یا درگولہ۔ ۳ دوسری کمزوری یا گھبراہٹ والی ڈبیہ میں ۹ گولیاں۔ چار آنہ والی ڈبیہ میں ۲۰ گولیاں۔ آٹھ آنہ والی میں ۴۲ گولیاں۔

E. P. Coy.'s G. Mixture.

امپرس پلس کمپنی کا عرق دافع سوزاک

یہ عرق نہایت مجرب ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ایک ہی شیشی کے استعمال سے صحت ہو جائیگی بہت ہی کمنہ میں شاید دوسری کی نوبت پہونچے۔ دافعہ قرحہ دافع جلن۔ و تکلیف بروقت پیشاب بھی ہے۔

قیمت فی شیشی بلا محصول ڈاک محمولہ ۴ خوراک (عہ)

E. P. Coy.'s Tooth Powder

امپرس پلس کمپنی کا دانتون کا منجن۔

اس منجن کی خوبی یہ ہے کہ دانتوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ مسوڑوں سے خون آنے کو بند کرتا ہے۔ سوزش مسوڑوں کو دور اور بدبو کو دور کرکے مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے اور دانتوں کو شفاف

قیمت فی ڈبیہ محمولہ ڈبیہ تولہ منجن بلا محصول ڈاک (عہ)

E. P. Coy.'s H. Powder

امپرس پلس کمپنی کا سفوف دافع داد۔ وچملا۔

یہ سفوف بہت نایاب ہے۔ پانچ یا چھ یوم استعمال کرنے سے کیسا ہی پرانا داد و چملا کیوں نہ ہو بفضل خدا جاتا رہیگا اور خوبی یہ ہے کہ لگتا بالکل نہیں۔ قیمت فی ڈبیہ محمولہ ۱ تولہ بلا محصول (عہ)

E. P. Coy.'s Tonic Oil

امپرس پلس کمپنی کا روغن مقوی اعصاب۔

اس روغن کی تعریف یہ ہے کہ کمزوری خواہ کسیوجہ سے لاحق ہو گئی ہو سات یوم کے استعمال کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ اصلی طاقت حاصل ہو جائیگی قیمت فی شیشی محمولہ ایک تولہ روغن بلا محصول (عہ)

E. P. Coy.'s Nervous Tonic Pills

امپرس پلس کمپنی کے حبوب مقوی مرکب از کشتہ زمرد۔

یہ حبوب بہت مجرب ہیں ہر مزاج و ادویہ کو موافق کرتے ہیں۔ قوت خواہ کسیوجہ سے زائل ہو گئی ہو سات یوم کے استعمال سے بحمدہ تعالےٰ صحت کلی حاصل ہوگی۔ زیادہ گوئی فضول ہے۔ اگر ضرورت ہو تو آزما لیجئے۔

قیمت فی ڈبیہ محمولہ ۴۰ گولیاں۔ بلا محصول ڈاک (عہ)

E. P. Coy.'s Pues Ointment

امپرس پلس کمپنی کا مرہم دافع بواسیر

چند روز کے استعمال سے بفضل خدا فائدہ ہو جاتا ہے ابتدائی گولسلے تو کسر بعظم کا حکم رکھتا ہے قیمت فی شیشہ محمولہ ۱ تولہ ۸ عہ

E. P. Coy.'s Ear Oil

امپرس پلس کمپنی کا روغن برائے درد گوش۔

یہ روغن دکان کو بہت مجرب ہے۔ صدہا خطوط شکریہ سے مزین ہیں جو اہ کان بہتا ہو مردہ حالت میں فائدہ مند ہے قیمت فی شیشی ۱ تولہ (عہ)

المشتہر: منیجر امپرس پلس کمپنی۔ انبالہ چھاؤنی +

عجوبہ روزگار

یہ بے نظیر مشہور عالم مقوی و مستند گولیاں اپنی خوبیوں کے باعث اسقدر مفید ثابت ہو رہی ہیں کہ عوام الناس نے مان لیا ہے اور حکماء و ڈاکٹران نے تصدیق کی ہے کہ یہی دوا ہے جو بدن کو مضبوط و طاقتور بناتی ہے معزولہ طاقت کو بحال کرکے تندرستی کا لطف دکھاتی ہے۔ جو لوگ مسکرات و محو احساسات کی کثرت اور ناشائستہ حرکات سے اعضاء رئیسہ کو صدمہ پہنچا چکے ہوں اور مایوسی کے باعث اپنی حالت ناگفتہ بہ بنا کر علاج کرانے کا نام نہ لیتے ہوں وہ عجوبہ روزگار کا استعمال کریں اور دیکھیں کہ یہ سریع الاثر عجیب الفوائد گولیاں انکی تمام مرادوں کو پورا کر دیتی ہیں۔ جب جوانی کے عالم میں متناسلہ قوت کم ہو جاتی یا بڑھاپا بسدراہ ہو کر دنیا کے اچھے کاموں سے قاصر بناتا تو یہی گولیاں ہیں جو نظام عصبی میں طاقت و تحریک پیدا کرکے معزولہ طاقت بحال کر دیتی ہیں۔ امراض ذیل تامردی۔ کمزوری۔ سرعت۔ رقت۔ کاہلی۔ سستی۔ ضعف اعصاب۔ خفقان و رعشہ۔ ضعف معدہ۔ ضعف بصر کا بے نظیر علاج ہے۔ الغرض یہ گولیاں کمزور نا توانوں کے لئے طلسم سلیمانی۔ از کار رفتہ بوڑھوں کے لئے عصائے جوانی اور تندرست اشخاص کو ازدیاد قوت کے لئے مایہ زندگانی ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ دو روپے (عہ) +

روغن طلا

بچپن کی غلط کاریوں یا جوانی کی بے اعتدالیوں اور خلاف احکام قدرت عامل ہونے کے برے نتیجے رجولیت پر سخت صدمہ پہنچا کر زندہ درگور بنا دیتے ہیں۔ اسلئے شفاخانہ معدن حکمت لاہور نے ایک عرصہ کے تجربہ کے بعد یہ روغن دو قسم کا تیار کیا یعنی طلا نمبر ۱ و ۲۔ جو صرف خارجی علاج سے رگوں کی پٹھوں کی تمام خرابیوں کو دور کرکے معزولہ طاقت بحال۔ لاغری استرخاء اعضاء وغیرہ دور ہو جاتا ہے۔ مریضان نامردی اندرونی خرابیوں کے ازالہ کے لئے اسکی ہمراہ عجوبہ روزگار کا ضرور استعمال کریں +

قیمت فیشیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

آب حیات

ہمارا دانتوں کا منجن مصدقہ جناب ڈاکٹر بھولا ناتھ صاحب و ڈاکٹر ہیرا لال صاحب حضور کا منظور شدہ ہے۔ اجزاء ان خالص جڑی بوٹیوں کا ہے جو ہمیشہ سرسبز رہتی ہیں۔ اسکے استعمال سے دانت کے تمام امراض دور ہو جاتے ہیں۔ مسوڑوں کی سوزش دور ہو کر دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ منہ کی بدبو دور ہو کر خوشبو آتی ہے۔ دانت موتی کی طرح چمکدار ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۱ تولہ (عہ)

چوبچینی

دواء الشک

جوشاندہ بواسیر

دواء جریان

چوب طباشیر

دوائے ذیابیطس

جوشاندہ اسہال

چورن شاہی

سرمہ سیتہ راز

المشتہر حکیم مولوی مہتاب الدین مالک شفاخانہ معدن حکمت لاہور

روزبازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپا